﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 13 | 25/شوال 1427 ہجری قمری ❁ 17/نبوت 1385 ہجری شمسی | جمعۃ المبارک 17/نومبر 2006ء | شمارہ 46

برائی سے بچنے کی دعا

حضرت ابوبکرؓ کی درخواست پر آنحضرت ﷺ نے انہیں صبح وشام پڑھنے کے لئے یہ دعا سکھائی۔

"اے اللہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے غیب اور حاضر کو جاننے والے۔ ہر چیز کے ربّ اور مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے نفس اور شیطان کے شر اور شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اور اس بات سے بھی کہ میں کسی برائی میں مبتلا ہو جاؤں یا کسی مسلمان کو گزند پہنچاؤں"۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر 3452)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

جو شخص حقیقی طور پر خدا کو ہی اپنا ربّ اور مالک یوم الدین کہتا ہے ممکن ہی نہیں کہ وہ چوری، بدکاری، قمار بازی یا دیگر افعال شنیعہ کا مرتکب ہوسکے۔

اسلام صرف اتنی بات کا ہی نام نہیں کہ انسان زبانی طور پر ورد وظائف اور ذکر اذکار کرتا رہے بلکہ عملی طور پر اپنے آپ کو اس حد تک پہنچانا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید اور نصرت شامل حال ہونے لگے اور انعام واکرام وارد ہوں

وہ فیوض جو مقربان الٰہی اور اہل اللہ پر ہوتے ہیں وہ صرف اسی واسطے ہوتے ہیں کہ ان کی ایمانی اور عملی حالتیں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کو ہر ایک چیز پر مقدم کیا ہوا ہوتا ہے۔

"یاد رکھو کہ صرف زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ جو شخص حقیقی طور پر خدا کو ہی اپنا ربّ اور مالک یوم الدین سمجھتا ہے ممکن ہی نہیں کہ وہ چوری، بدکاری، قمار بازی یا دیگر افعال شنیعہ کا مرتکب ہو سکے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں اور ان پر عملدر آمد کرنا خدا تعالیٰ کے حکم کی صریح نافرمانی ہے۔ غرض انسان جب تک عملی طور پر ثابت نہ کر دیوے کہ وہ حقیقت میں خدا پر سچّا اور پکّا ایمان رکھتا ہے تب تک وہ فیوض اور برکات حاصل نہیں ہوسکتے جو مقربوں کو ملا کرتے ہیں۔ وہ فیوض جو مقربان الٰہی اور اہل اللہ پر ہوتے ہیں وہ صرف اسی واسطے ہوتے ہیں کہ ان کی ایمانی اور عملی حالتیں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کو ہر ایک چیز پر مقدم کیا ہوا ہوتا ہے۔

سمجھنا چاہئے کہ اسلام صرف اتنی بات کا ہی نام نہیں ہے کہ انسان زبانی طور پر ورد وظائف اور ذکر اذکار کرتا رہے بلکہ عملی طور پر اپنے آپ کو اس حد تک پہنچانا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید اور نصرت شامل حال ہونے لگے اور انعام واکرام وارد ہوں۔ جس قدر انبیاء اولیاء گزرے ہیں ان کی عملی حالتیں نہایت پاک صاف تھیں اور ان کی راستبازی اور دیانتداری اعلیٰ پایہ کی تھی اور یہی نہیں کہ جیسے یہ لوگ احکام الٰہی بجالاتے ہیں اور روزے رکھتے اور زکوٰتیں ادا کرتے ہیں۔ اور نمازوں میں رکوع سجود کرتے اور سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے تھے اور احکام الٰہی بجالاتے تھے بلکہ ان کی نظر میں تو سب کچھ مُردہ معلوم ہوتا تھا اور ان کے وجودوں پر ایک قسم کی موت طاری ہوگئی تھی۔ ان کی آنکھوں کے سامنے تو ایک خدا کا وجود ہی رہ گیا تھا۔ اسی کو وہ اپنا کارساز اور حقیقی ربّ یقین کرتے تھے۔ اسی سے ان کا حقیقی تعلق تھا اور اسی کے عشق میں وہ ہر وقت محو اور گداز رہتے تھے۔ جب ایسی حالت ہو تو قدیم سے یہ سنّت اللہ ہے کہ ایسے شخص کی خدا تعالیٰ تائید ونصرت کرتا ہے اور غیبی طور پر اسے مدد دیتا ہے اور ہر ایک میدان میں اُسے فتح نصیب کرتا ہے۔ دیکھو مذہب اسلام میں ہزاروں اولیاء گزرے ہیں۔ ہر ایک ملک میں ایسے چار پانچ لوگ تو ضرور ہی ہوتے ہیں۔ جن کو اس وقت تک لوگ بڑی عزّت سے یاد کرتے ہیں اور ان کے مجاہدات اور کرامات کا عجیب عجیب طرح سے تذکرہ کرتے ہیں اور دہلی کا تو ایک بڑا میدان اسی قسم کے بزرگوں سے بھرا پڑا ہے۔

غرض سوچنا چاہئے کہ اگر انسان ایک ڈاکو اور چور سے دلی محبت رکھے تو اگر وہ چور زیادہ احسان نہ کرے گا تو اتنا ضرور کریگا کہ اس کی چوری نہ کریگا۔ تو اب سمجھنا چاہئے کہ جب محبت کرنے سے چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو کیا خدا سے فائدہ نہیں ہوتا؟ ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے کیونکہ خدا تو بڑا رحیم کریم اور بڑے فضلوں اور احسانوں والا ہے۔ جو لوگ کرموں، اواگون اور جونوں کی راہ لئے بیٹھے ہیں میرا یقین ہے کہ ان کو اس راہ کا خیال تک بھی نہیں۔

جب محبت کے ثمرات اسی دنیا میں پائے جاتے ہیں اور جب ایک شخص کو دوسرے سے سچّی اور خالص محبت ہوتی ہے تو وہ اس سے کوئی فرق نہیں کرتا۔ تو کیا خدا ہی ایسا ہے کہ جس کی دوستی کسی کام نہیں آتی؟

وہ لوگ قابل الزام ہیں جو خدا کو شرمناک الزاموں سے یاد کرتے ہیں۔ مثلاً ہندوؤں اور آریوں میں دائمی مکتی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مکتی خانہ میں داخل کرتے وقت ایک گناہ پرمیشر باقی رکھ لیتا ہے اور پھر ایک وقت کے بعد اس ایک گناہ کے عوض میں ان رشیوں، مُنیوں اور مکتی یافتوں کو گدھوں، بندروں اور سؤروں وغیرہ کی جُونوں میں بھیجتا ہے۔ مگر اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پرمیشر ان مقدسوں پر ناراض تھا اور جان بوجھ کر اُن کو مکتی خانہ سے نکالنا چاہتا تھا تو پھر پہلے ہی ان کو مکتی خانہ میں کیوں داخل کیا؟ آخر اُن پر راضی ہی ہوگا تو داخل کیوں کیا تھا۔ یہ تو نہیں کہ اندھا دھند ہی مکتی خانہ میں دھکیل دیا تھا۔ لیکن رضا اور گناہ اکٹھے نہیں رہ سکتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشر ان پر پہلے ہی راضی نہیں ہوا تھا اور اگر راضی تھا تو ماننا پڑے گا کہ اس کو ان کے گناہوں کی خبر نہ تھی کیونکہ جب اُسے خبر ہوئی تھی تب تو اس نے اُن کو مکتی خانہ سے باہر نکال دیا تھا۔ لیکن بعض آریہ اس کا یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ ان کو مکتی خانہ سے اس واسطے نکالا گیا تھا کہ اُن کے عمل محدود تھے اور چونکہ عمل محدود تھے اس لئے ان کا پھل بھی محدود ہونا چاہئے۔ لیکن ان کو اتنی خبر نہیں کہ ان بیچاروں نے جو پرمیشر کی راہ میں ایسی ایسی سختیاں جھیلی تھیں اور اپنا ہر ایک ذرہ اس کی راہ میں قربان کر دیا تھا تو وہ اس واسطے نہیں تھا کہ چند دن تک تو ہمیں مکتی خانہ کی سیر کرا لو اور اس کے بعد جس گندی سے گندی جُون میں چاہو بھیج دو۔ ان کی نیّتوں کو دیکھنا چاہئے اگر ان کی نیّتیں صرف اسی قدر تھیں کہ دو چار برس پرمیشر سے محبت کر کے پھر چھوڑ دیں گے تو ایک بات ہے ورنہ اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ ان مکتی یافتوں کا کیا قصور؟ یہ تو پرمیشر کا قصور ہے کہ ان کو مار دیا۔ کیونکہ اگر وہ زندہ رہتے تو پرمیشر کی محبت کو کبھی نہ چھوڑتے۔ انہوں نے تو صرف اس واسطے پرمیشر کی راہ میں مصائب شدائد برداشت کئے تھے کہ جب تک ہم رہیں گے پرمیشر کے ہو کر رہیں گے ان کو پرمیشر کی بیوفائی کا تو خیال نہ تھا۔ ایک شخص کسی سے بہت محبت رکھتا ہے اور آگے پیچھے اس کی محبت کے گُن گاتا پھرتا ہے اگر وہ مر جائے تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دشمنی بھی ساتھ لے گیا ہے۔

اور پھر اس بات کو بھی سمجھنا چاہئے کہ مکتی خانہ سے باہر نکالنے کے لئے جو گناہ پرمیشر نے انکے ذمہ رکھے ہوئے ہونگے وہ بہرصورت ایک ہی قسم کے ہونگے۔ یہ تو جائز نہیں کہ کسی کو کسی گناہ سے نکال دیا جاوے اور کسی کو کسی گناہ کے سبب سے۔ لیکن کیا یہ انصاف ہے کہ باہر نکالتے وقت باوجود ایک ہی قسم کے گناہ ہونے کے کسی کو مرد اور کسی کو عورت اور کسی کو گدھا اور کسی کو بندر بنا دیا"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 383-385 جدید ایڈیشن)

بنگلہ دیش میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

انتہا پسند تنظیم مجلس تحفّظ ختم نبوت کے شر پسند کارندوں پر مشتمل ہجوم کا احمدیہ مسجد پور بانقل پارہ پر حملہ اور مسجد پر قبضہ کی کوشش۔ اشتعال انگیز تقاریر۔ مشتعل ہجوم کے اندھا دھند پتھراؤ کے نتیجہ میں دس معصوم احمدی اور دو پولیس اہل کار زخمی

مورخہ 6 ستمبر 2006ء بنگلہ دیش میں سرگرم عمل انتہا پسند تنظیم مجلس تحفظ ختم نبوّت کے رہنماؤں اور کارندوں نے پور بانقل پارہ کے علاقہ میں حاجی مران علی روڈ پر واقع احمدیہ مسجد پر ازراہِ شرارت حملہ کرکے ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ اس ناپاک کوشش میں انہوں نے مسجد پر اندھا دھند پتھراؤ کیا جس کے نتیجہ میں دس افراد شدید زخمی ہوگئے۔ پولیس نے صورتحال پر قابو پانے کی کوشش کی تو بھی پتھراؤ کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجہ میں دو پولیس اہلکار بھی زخمی ہوئے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس افسوسناک واقع سے دو روز قبل یعنی 4 ستمبر 2006ء بروز بدھ اسی نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت کے شر پسند کارندوں نے Nabisco Crossing کے مقام پر احتجاجی جلوس نکالا۔ اپنی شر انگیز تقاریر میں مقررین نے حکومت کو باور کرایا کہ یہ احتجاج اس بات پر ہے کہ حکومت کے اربابِ اختیار احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں تا حال ناکام رہے ہیں۔

جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے یہ انتہا پسند واعظین اپنے پیروکاروں کو احمدیہ مسجد پر حملہ کرنے کے لئے اکساتے رہے۔ پھر سہ پہر کے قریب یہ تمام لوگ مختلف مقامات سے تیج گاؤں انڈسٹریل ایریا کے علاقہ میں واقع رحیم میٹل مسجد میں جمع ہوئے اور جلوس کی شکل میں احمدیہ مسجد پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ تمام راستہ جلوس حکومت سے احمدیوں کو کافر قرار دینے کے مطالبات کے نعرے لگاتا گیا۔ چونکہ بدھ کے روز ہی شر پسند مولویوں کے ناپاک عزائم کا کچھ علم ہو چکا تھا، لہٰذا اندیشۂ نقض امن کے تحت پولیس نے پور بانقل پارہ کے علاقہ میں حاجی مران علی روڈ پر واقع احمدیہ مسجد کے تحفظ کی غرض سے گھیراؤ کر رکھا تھا۔ مسجد کی طرف جانے والے تمام راستوں پر خار دار تار کی مدد سے حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے۔ جلوس نے ان رکاوٹوں کو اپنے ناپاک عزائم کی راہ میں حائل پایا تو مشتعل ہوکر پولیس پر پتھراؤ شروع کردیا۔ جلوس پر قابو پانے کے لئے پولیس بھی فوری طور پر سرگرم عمل ہوگئی مگر اشتعال اور لاقانونیت سے بھر پور انتہا پسندوں کا یہ ہجوم معصوم احمدیوں اور ملکی قانون دونوں کے خلاف نہایت انسانیت سوز انداز سے پتھراؤ کرتا رہا۔ بے ہنگھم پتھراؤ کے نتیجہ میں بشمول دو پولیس اہلکاروں کے، دس معصوم احمدی افراد شدید زخمی ہوئے۔ یہ ہنگامہ اپنے عروج پر تھا کہ رحیم میٹل مسجد کے خطیب اور نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوّت کے امیر محمود الحسن ممتازی نے لاؤڈ سپیکر پر پتھراؤ بند کرنے کا حکم دیا اور اعلان کیا کہ ان کی سر کردگی میں ایک پانچ رکنی وفد پولیس کے ہمراہ احمدیہ مسجد کے اندر جائے گا اور اس پر درج ذیل عبارت نمایاں طور پر تحریر کرے گا: ’’یہ قادیانیوں کی عبادت گاہ ہے۔ مسلمان اسے مسجد خیال نہ کریں۔‘‘ انہوں نے یہ بھی دھمکی دی کہ اگر ایسا نہ کرنے دیا گیا تو وہ ’’قادیانی عبادت گاہ‘‘ کو نذر آتش کر ڈالیں گے۔ پولیس اہلکاروں نے ان سے اس عبارت والی تختی لے کر اعلان کیا کہ جلوس میں سے کوئی اس کام کے لئے آگے نہ بڑھے تو پولیس خود پُرامن طریق سے یہ تختی آویزاں کردے گی۔ کچھ ہی دیر بعد پولیس اہلکاروں نے جلوس کو مطلع کیا کہ وہ تختی آویزاں کردی گئی ہے۔ یہ سُن کر جلوس منتشر ہوا مگر جاتے ہوئے مسلسل یہ دھمکیاں دیتے ہوئے گئے کہ ایسے ہنگامے تب تک جاری رہیں گے جب تک حکومت کی طرف سے قانون میں ترمیم کر کے احمدیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دے دیا جاتا۔

اس ساری ہنگامہ آرائی کے دوران مسجد کے گردونواح میں چار گھنٹے تک ٹریفک تعطل کا شکار رہا۔ وہ تکلیف جو بے گناہ احمدیوں کو پہنچائی گئی، اس علاقہ میں بسنے والے تمام انسانوں کے لئے آزار بن کر رہ گئی۔ شر پسندوں کے جلوس اور ہنگامہ آرائی کے نتیجہ میں ٹریفک اور زندگی کے دیگر معمولات میں خلل پیدا ہونے سے کیا کچھ نہیں ہوا ہوگا۔ کوئی ایمبولینس راستہ نہ پاکر کسی مریض سے بھی زیادہ بے بس ہوگئی ہوگی، یا کوئی ڈاکٹر کسی دم توڑتے مریض کے پاس نہ پہنچ پایا ہوگا، یا اس روز اگر شاگرد پہنچ بھی پایا ہوگا تو استاد نہ پہنچ پایا ہوگا اور یوں درس و تدریس کا عمل متاثر ہوا ہوگا، کوئی اپنے بچوں کو وقت پر سکول نہ لے جا سکا ہوگا، یا پولیس کی تمام تر توجہ کو اس ایک ہنگامہ پر مرکوز دیکھ کر جرائم پیشہ لوگوں کو کس کس جرم کی راہ مل گئی ہوگی؟؟!! خدا جانے اس علاقہ میں کیا کچھ اُتھل پتھل ہوگیا ہوگا۔ کس وجہ سے؟ اس انتہا پسند تنظیم کی وجہ سے جو خود کو مجلس تحفظ ختم نبوّت کہتی ہے۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنگلہ دیش اور دنیا کے تمام ممالک میں معصوم احمدیوں کو شر پسند ملّاؤں کے فتنہ سے محفوظ رکھے اور شریروں پر ہی ان کے شرارے واپس لوٹا دے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

(رپورٹ مرتبہ: آصف محمود باسط)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

’’اپنی قدرت کا کوئی کرشمہ دکھا‘‘

جو شرارے شرارت کے اٹھنے لگے ان کے شر سے ہمیں خود بچا مالکا
اپنی ہی آگ میں راکھ ہو جائیں وہ، ان کو دے ان کے شر کا صلہ مالکا

جو ترے سلسلہ کو مٹانے کی خاطر شب و روز مدت سے مصروف ہیں
ان کا انجامِ بد تو دکھا دے انہیں، پیس دے ان کی خاک اب اڑا مالکا

اب تلک وہ جو ظلمت کی تاریکیوں کے لحافوں میں ہیں لوگ سوئے ہوئے
اپنی چمکار کوئی دکھا دے انہیں خوابِ غفلت سے ان کو جگا مالکا

قومِ مسلم بِنا اپنے قائد کے جو آج پستی و ذلت میں ہے گِر چکی
اپنی قدرت کا کوئی کرشمہ دکھا اس کی عظمت کو پھر دے بڑھا مالکا

عصرِ بیمار ہے جاں بہ لب شافیا کاش اپنے مسیحا کو اب جان لے
اس کو توفیقِ طاعت عطا کر، کوئی معجزہ کر، کوئی دے دوا مالکا

جو بھی فرعون ہو اس کو نابود کرنا ازل سے رہی ہے یہ سنّت تری
آجکل جو بنے بیٹھے فرعون ہیں ان کا نام و نشاں بھی مٹا مالکا

آسمان سے جو عروہ وثقیٰ خلافت کی صورت میں ہم پہ اتارا گیا
تا قیامت سلامت تُو رکھنا اسے، کُل جہاں کی ہے اس میں بقا مالکا

میرے آقا و مرشد نے عرضِ دعا تیرے دربار میں اب جو بھجوائی ہے
آسماں سے کوئی اپنا زندہ نشاں پوری دنیا کو دے تُو دکھا مالکا

تیری نظروں میں وہ جو وفادار ہیں ان کی صف میں رہوں تا دمِ آخرش
ہے فقط تُو ہی تُو اور کوئی نہیں سب سے بڑھ کے ہے تُو باوفا مالکا

میری کوئی تمنّا نہیں ہے مگر تجھ سے خیرات و پرشاد ملتا رہے
تیری نظرِ عنایت کا محتاج ہوں میں ظفؔر ایک چاکر، گدا مالکا

(مبارک احمد ظفر۔لندن)

مونگ میں احمدیت کا آغاز تعارف اور تاریخ

(انجنئیر محمد ایوب ۔مونگ)

منڈی بہاؤالدین سے کھاریاں یا سرائے عالمگیر جاتے ہوئے 7 کلومیٹر کے فاصلہ پر پہلا سٹاپ ایک تاریخی گاؤں کا ہے۔ چوتھی صدی قبل مسیح میں مقدونیہ کے حملہ آور سکندر اعظم اور راجہ پورس کی افواج کے درمیان یہاں جنگ لڑی گئی۔ موضع کھوہار سے جلالپور شریف تک دریائے جہلم کا علاقہ محاذ جنگ بن گیا۔ سکندر کے انجنیئرز نے رات کے اندھیرے میں دریا کو عبور کر لیا۔ گھمسان کا رن پڑا اور سکندر کی افواج کا پلّہ بھاری رہا۔ المختصر سکندر کے دربار میں مفتوح پورس کا مکالمہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ کچھ تاریخ دانوں کے مطابق، مشہور ہے کہ سکندر کے پوچھنے پر کہ اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ ''جو بادشاہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں'' قیدی پورس نے کہا۔ پورس کے اس جواب نے سکندر کو خوش کر دیا۔ اور پورس کو اپنا علاقہ خراج دینے کی شرط پر واپس دے دیا گیا۔ محکمہ آثار قدیمہ نے دریا کے اس پار جلالپور شریف میں کچھ ابتدائی کام کیا ہے۔ علاقہ سے سکّے اور برتنوں کے ٹکڑے ملتے رہتے ہیں۔ رسول بیراج کی تعمیر کے وقت بھی کچھ تلواریں ودیگر اشیاء ملیں تھیں۔ مونگ جو کہ پورس کا قلعہ تھا اپنے بطن میں خدا جانے کیا کچھ سمیٹے ہوئے ہے۔ موجودہ گاؤں زمانہ کے ہاتھوں گرے ہوئے قلعہ پر واقعہ ہے اور اسکی کھدائی کیلئے معتد بہ بجٹ چاہئے۔

سندھ میں محمد بن قاسم کی آمد کے ساتھ ہی اسلام اس علاقہ میں بھی پھیل گیا۔ جنگ عظیم اوّل اور دوم میں مونگ کے افراد نے شرکت کی۔ مونگ میں اس وقت 25 مساجد اور 8 نمبرداریاں ہیں۔ ایک نمبردار احمدی ہیں۔ احمدیہ بیت الحمد 1920 سے قائم ہے۔ چھوٹے کاشتکاروں کے اس گاؤں کی آبادی تقریباً 20 ہزار ہے۔ جن میں سے اکثریت بلحاظ آبادی بالترتیب آرائیں، کھوکھر اور جٹ افراد کی ہے۔ عمومی طور پر گاؤں کا ماحول پرامن ہے۔ سنّی، شیعہ اور احمدی حضرات عرصہ دراز سے مل جل کر رہ رہے ہیں یہاں تک کہ آپس میں انکی قریبی رشتہ داریاں بھی ہیں۔ احمدیہ جماعت کے تقریباً 20 گھروں کے افراد کی کل تعداد 150 سے کچھ زائد ہے۔

قیام احمدیت

مونگ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ یہاں آسمان روحانیت کے درخشندہ ستارے اور مسیح پاک علیہ السلام کے عاشق صادق ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب گوڑیانویؓ کے توسط سے احمدیت کا بیج بویا گیا۔ گورنمنٹ ہسپتال مونگ میں ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب گوڑیانی رگوڑیانوی متعین تھے۔ آپ گوڑیانہ ضلع رہتک کے رہنے والے ایک نیک اور متقی وجود تھے اور بلحاظ مسلک اہلحدیث تھے۔ ہسپتال والے محلّہ سے ہی دو دوستوں کا آپکے پاس اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ایک کا نام تھا میاں امام دین اور دوسرے تھے میاں عبداللّہ ۔ڈاکٹر صاحب اکثر و بیشتر امام مہدی کی آمد کے بارے میں بات کرتے کہ ظاہری علامات تو پوری ہو چکی ہیں لیکن کسی کا دعویٰ سننے میں نہیں آیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کڑیانوالہ ضلع گجرات ٹرانسفر ہو گئے۔ یہ 1902ء یا 1903ء کی بات ہے۔ وہاں پر پہنچ کر ڈاکٹر صاحب نے ان دونوں دوستوں کو بلا بھیجا اور مژدہ سنایا کہ دعویٰ کرنے والا ظاہر ہو گیا ہے اور میں نے بیعت کر لی ہے۔ انہیں بھی دعوت دی۔ ان دونوں کے ہاں کہنے پر بیعت کا خط قادیان لکھ دیا گیا۔ دونوں واپس مونگ آ گئے اور اہل سنت کے ساتھ ہی نمازیں پڑھتے رہے کہ اس وقت ابھی الگ جماعت کرانے کا حکم نہ تھا۔ گاؤں میں مخالفت نے جنم لینا شروع کر دیا۔ میاں عبداللّہ صاحب کا کسی کام کے سلسلہ میں لاہور جانا ہؤا۔ وہاں میلا منڈوا رام عقب مزار حضرت داتا گنج بخشؒ میں حضرت مسیح موعودؑ کا لیکچر لاہور 3 ستمبر 1904ء سنا۔ اور واپس آکر بتایا کہ ہماری نمازیں الگ ہونی چاہئیں۔ چنانچہ یہ دونوں بزرگ الگ نمازیں پڑھتے رہے۔ گاؤں میں اب مخالفت کا زور زیادہ ہو گیا۔ ہر دو حضرات کا روزی کا دھندہ گھر تک محدود ہو کر رہ گیا لیکن بفضل تعالیٰ انکے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ پانی کے حصول کی خاطر میاں امام دین صاحب نے اپنے صحن میں 5 روپے کا نلکا لگوا لیا۔ میاں امام علی صاحب نے اپنی روایت میں لکھوایا ''مونگ میں متعین ڈاکٹر صاحب ہی کے توسط سے احمدیت یہاں پھیلی۔ مجھے یہ یاد نہیں کہ جب ڈاکٹر صاحب یہاں تھے تو وہ احمدی تھے یا اُس وقت تک صرف دلچسپی لیتے تھے''۔

صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مونگ میں 6 مرد اور 4 خواتین کو اصحاب حضرت مسیح موعودؑ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اوّل المبائعین میاں امام دین صاحبؓ اور میاں عبداللّہ صاحبؓ کے بعد میاں احمد دین صاحبؓ نے بیعت کی اور چوتھے نمبر پر چوہدری عمر بخش صاحبؓ نے 1905ء میں قادیان جا کر بیعت کی سعادت پائی۔ صحابہ کے مختصر حالات زندگی حسب ذیل ہیں۔

1۔ میاں امام دین صاحب

آپکے والد کا نام میاں کرم بخش المعروف میاں کمّاں تھا۔ دو دفعہ بیعت کی۔ دوسری بیعت کا ذکر اخبار البدر 1904ء میں ہے۔ آپکے بھائی کا نام میاں جمال دین صاحب تھا۔ مونگ میں آپ پہلے صحابی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ٹھہرے۔ میاں امام دین صاحب مونگ جماعت کے پہلے صدر تھے۔ آپکی وفات تقریباً 85 سال کی عمر میں جلسہ سالانہ کے دنوں میں دسمبر 1953 میں ہوئی۔ مونگ میں آپکا جنازہ مولوی صدرالدین صاحب نے پڑھایا۔ موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔ آپکا وصیت نمبر 858 یا 958 ہے۔ میاں امام دین صاحب کی اہلیہ محترمہ راج بی بی صاحبہ بھی مونگ میں اولین صحابیات میں شامل ہیں۔

آپکے گھر میں ابتدائی بیعت کنندگان نے باجماعت نماز جاری رکھی۔ بہت سختیاں کی گئیں۔ تنگ آکر میاں عبداللّہ صاحب تو قادیان چلے گئے تاہم میاں امام دین صاحب نے مونگ نہ چھوڑا۔ آپ ہی چوہدری عمر بخش گھگھ کو لے کر قادیان گئے جنہوں نے وہاں اپریل 1905ء میں بیعت کی سعادت پائی۔ اور معجزانہ طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے پیٹ کی تلی کے ورم سے فوراً شفایاب ہوئے۔

نزدیکی گاؤں کوٹلی افغاناں میں 1933ء میں مباہلہ ہؤا۔ اس سلسلہ میں آپکے بیٹے میاں امام علی صاحب مرحوم نے بتایا کہ'' جب مباہلہ ہو چکا تو والد صاحب (میاں امام دین صاحب۔ ناقل) نے حضرت مولوی (صدرالدین ۔ناقل) صاحب سے عرض کیا کہ ہمیں اس سلسلہ میں حضرت صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ناقل) سے پہلے رابطہ کرنا چاہئے تھا اوران کی اجازت سے مباہلہ کرتے۔ خیر اب مباہلہ تو ہو چکا تھا۔ ادھر ان دونوں صاحبان کو بہت پریشانی تھی کہ بغیر حضرت صاحب کی اجازت کے مباہلہ کر ڈالا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی۔ خیر والد صاحب کو حضرت صاحب کے پاس بھیجا۔ پوری تفصیل سننے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا'' نتیجہ اب بھی انشاءاللّہ وہی نکلے گا جیسا کہ پہلے نکلنا تھا''، اور اس دعا کا ذکر کثرت سے کرنے کا حکم دیا۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذبک من شرورھم ۔آپکو دعوت الی اللّہ کا بہت خیال رہتا۔ مونگ میں اور لوگوں کے علاوہ راجہ فضل احمد عرف پھلاّ بھی آپکے توسط سے احمدی ہوئے جن کے توسط سے ان کے کئی رشتہ دار بھی احمدی ہو گئے اور باجماعت نماز کیلئے ایک چھوٹی سی مسجد بھی احمدیوں کو مل گئی۔ یہی اب بیت الحمد احمدیہ ہے۔

2-میاں عبداللّہ صاحبؓ

آپ نے بھی میاں احمد دین صاحب کے ساتھ ہی ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب گوڑیانی کی تحریک پر احمدیت قبول کی۔ آپ ہی لاہور سے حضرت مسیح موعود کا لیکچر 3 ستمبر 1904ء سن کر آئے اور مونگ میں دونوں اول المبائعین نے سنّی حضرات سے علیحدہ جماعت شروع کر دی۔ زمینداروں کی طرف سے آپکو بہت تکالیف دی گئیں، کام کے سلسلہ میں عدم تعاون بلکہ مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ آخر تنگ آکر آپ اپنی نیک دل اہلیہ کے ساتھ قادیان ہجرت کر گئے۔ آپ کی اہلیہ بھی صحابہ میں شامل ہیں۔ آپکی ایک بیٹی بہشتاں بی بی میاں احمد دین صاحب کے نکاح اوّل میں آئیں۔ میاں عبداللّٰہ صاحب نے قیام پاکستان سے قبل قادیان میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ ربوہ میں مقیم آپکے بیٹے کا نام فضل احمد تھا۔

3- میاں احمد دین صاحب

میاں احمد دین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں آپکے کہنے پر قادیان سے واپس مونگ چلے آئے۔ اور میاں عبداللّٰہ صاحب کی بیٹی بہشتاں بی بی صاحبہ قادیان میں ہی رہ گئیں۔ یہاں آکر دوسری شادی کی جس میں سے آپکی بیٹی محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ بقید حیات ہیں۔ میاں صاحب کے والد کا نام چغتّہ تھا۔ آپ کے بھائی میاں کرم دین نے بھی بیعت کر لی تھی۔ اور آپ ہی کی وجہ سے آپکے چچا میاں روشن دین صاحب نے بھی احمدیت قبو ل کرنے کی سعادت پائی۔ میاں صاحب کے خاندان کے کئی افراد نے احمدیت قبول کی۔ آپکا وصیت نمبر 982 ہے۔ وفات 10 اکتوبر 1948ء میں پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ آپکی بیٹی نے بتایا کہ جب ہم لوگ جلسہ سالانہ یا کسی اور موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملتے تو آپ از راہِ نوازش ہمیشہ پوچھتے کہ میاں احمد دین کا کیا حال ہے۔ مباہلہ کوٹلی افغاناں میں شامل تھے۔ آپکی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ آپ مونگ میں امام الزمان کی بیعت کرنے والوں میں تیسرے نمبر پر ہیں۔ آپ بھی ڈاکٹر صاحب کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور اسی نیک صحبت کی وجہ سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔

4-چوہدری عمر بخش صاحب گھگھ

میاں امام دین صاحب آپکو پیغام حق پہنچاتے رہتے تھے۔ چوہدری عمر بخش صاحب گھگھ عرف عمری گھگھ کے والد کا نام گنڈا تھا۔ آپکے بیٹے کا نام بہادر تھا جسکی ایک بیٹی تھی سرداراں زوجہ روشن گھگھ ۔ وفات سے پہلے عاجز کے والد صاحب نے ان چند معلومات کی ان سے تصدیق کروائی تھی۔ آپکا بیٹا بہادر شیر گُلا رولد برکھا کلار صحابی حضرت مسیح موعودؑ کا ماموں تھا۔ بہادر گھگھ اور شیر گُلا ر دونوں ماموں بھانجا غیر احمدی تھے جبکہ دونوں کے والد احمدی بلکہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ چوہدری صاحب نے قادیان جا کر حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت اپریل 1905ء میں نماز عصر کے بعد کی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مقبول دعاؤں کے لاتعداد واقعات میں سے چند ایک کا نہایت ایمان افروز اور روح پرور تذکرہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے چوہدری عمر بخش صاحب کے واقعہ کا ذکر MTA پر خطبہ جمعہ فرمودہ 15 ستمبر 2000ء کو کیا جو کہ روزنامہ الفضل ربوہ 9 جنوری 2000ء میں شائع ہؤا، آپ نے فرمایا۔

حضرت چوہدری عمر بخش صاحبؓ (مونگ ضلع منڈی بہاؤالدین) اپنی بیعت کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ جب میں اپنے گاؤں سے نکلا تو میرے کنبہ والے بہت جوش وخروش میں آئے اور ایک طرح ان کے گھر ماتم پڑ گیا۔ وہ میری تلاش میں ہاتھوں میں لاٹھیاں لئے ہوئے نکلے۔ مجھے معلوم ہؤا کہ میرے مارنے کے لئے پیچھے لگے آ رہے ہیں تو میں ایک گیہوں کے کھیت میں جا چھپا۔ وہ میرے متعلق باتیں کرتے ہوئے کھیت کے پاس سے گزر گئے اور میں ان کی باتیں سنتا تھا لیکن انہوں نے مجھے نہ دیکھا اور جا کر اسٹیشن پر تلاش کیا اور مجھے نہ پا کر آخر خائب و خاسر لوٹے۔ جب وہ اس کھیت کے پاس جس میں میں چھپا ہؤا تھا گزر گئے تو میں اس کھیت سے نکل کر پہلے اسٹیشن منڈی بہاؤالدین (جہاں سے میں نے سوار ہونا تھا) اور دوسرے اسٹیشن چیلیانوالہ کو چھوڑتا ہؤا تیسرے اسٹیشن ڈنگہ پر جا پہنچا اور وہاں سے پھر سوار ہو کر قادیان پہنچا۔ جب میں قادیان پہنچا تو ان دنوں حضرت مسیح موعودؑ باغ میں تھے۔ میں نے عصر کی نماز کے بعد حضرت اقدس کے دست مبارک پر بیعت کی۔ جب بیعت کر چکا تو عرض کیا کہ مجھے دیر سے ورم طحال ہے اس کے لئے آپ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس مرض سے مجھے شفا دے۔ مرض طحال غالباً تلی کے سوجنے کا مرض ہے جو بڑا مہلک ہوتا ہے۔ آپ نے وہاں ہاتھ لگایا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے بہت دیر تک دعا کی۔ جونہی حضرت صاحب نے دعا ختم کر کے اپنے ہاتھ اپنے چہرہ مبارک پر ملے اور میں نے اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر ملا تو مجھے ایسے معلوم ہؤا کہ اثنائے دعا میں ہی میرے پیٹ سے کوئی تلی نکال کر لے گیا اور ورم وغیرہ سب کچھ جاتا رہا۔ اور فوراً شفا ہو گئی۔ اس دن سے پندرہ سال ہوئے آج تک مجھے پھر مرض طحال نہیں ہوئی۔ (اخبار الحکم قادیان 21 اپریل 1920ء ص 1، 2)

یکے از شہداء سانحہ مونگ مکرم احمد وحید صاحب کے دادا نے خاکسار کو اپنی روایت میں بتایا تھا کہ ’’ہمارا رشتہ تیسری یا چوتھی پشت میں جا کر حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی عمری گھکھ سے جاملتا ہے۔‘‘ چوہدری عمر گھکھ صاحب نے احمدی ہونے پر احباب کو کہا کہ اب بلا جھجک میرے کنوئیں پر آئیں، پانی اور زمین استعمال کریں۔ اس سے احباب کو ایک قسم کی سہولت میسر ہوگئی۔

5- حضرت چوہدری برکھا صاحبؓ کُلار

آپ پانچویں شخص ہیں جنہوں نے مونگ میں بیعت کی ہے۔ آپ حضرت چوہدری عمر بخش صاحب کے داماد تھے۔ آپکے بیٹے کا نام شیر تھا۔ شیر کلار عرصہ دراز تک ہمارے کنوئیں پر رہے اور جب کبھی بھی عاجز کے دادا انہیں دعوت الی اللہ کرتے تو شیر اس کا بہت برا مناتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میرے والد کو تم مرزائیوں نے ورغلا لیا تھا۔ آخری عمر میں آپ بہت کمزور ہوگئے تھے۔ آپکی اہلیہ کا نام بھی اتفاقاً راج بی بی ہی تھا اور آپ چوتھی عورت ہیں جنہیں ریکارڈ بطور خاتون صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام دکھاتا ہے۔

6- راجہ احمد دین نمبردار صاحبؓ

مردوں میں آپ چھٹے شخص ہیں جنہوں نے مونگ میں بیعت کی ہے۔ آپکے والد کا نام ماہموں تھا۔ آپ کی نسل سے آجکل صفدر اقبال صاحب نمبردار ہیں جو کہ راجہ احمد دین نمبردار صاحب کے پڑپوتے ہیں۔ اپنی برادری کی کمزوریوں از قسم لڑائی جھگڑا اور چوری چکاری کے برعکس شرافت آپکا وطیرہ تھا۔ دنگا فساد سے پرہیز کیا اور احباب کے ساتھ محبت اور پیار کے تعلقات نبھائے۔

صحابیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

1- محترمہ راج بی بی صاحبہ زوجہ میاں امام دین صاحب کشمیری
2- اہلیہ محترمہ میاں عبداللہ صاحب مہاجر قادیان
3- محترمہ بہشتاں بی بی صاحبہ زوجہ میاں احمد دین صاحب
4- محترمہ راج بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری برکھا کُلار صاحب

مسجد احمدیہ (بیت الحمد) مونگ

شروع میں احمدی احباب حضرت میاں امام دین صاحب، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اب یہ گھر چوہدری وحید احمد گھکھ کے گھر کا مشرقی حصّہ ہے۔ بعد میں موجودہ مسجد بیت الحمد میں احمدیوں نے نمازیں شروع کردیں۔ موجودہ جگہ پر صرف پانچ، چھ افراد کی گنجائش کے ساتھ ایک کچّی مسجد ہوُا کرتی تھی۔ راجہ اللہ بخش صاحب نے مجھے بتایا کہ ’’پہلی دفعہ 1920ء میں اپنے کنوئیں پر موجود چھچھرے کے درخت بیچ کر اگلا محراب والا کمرہ ’’راجہ پھلاّ کے‘‘ لوگوں نے بنایا جبکہ پچھلے کمرہ کے اخراجات ’’بوٹے کے‘‘ باقی لوگوں نے برداشت کئے۔ راجہ خان محمد مرحوم نے مسجد کا نقشہ گجرات شہر کی کسی مسجد کو دیکھ کر ذہن میں رکھّا ہوُا تھا‘‘ اس مسجد میں عاجز کے بچپن تک کڑوے تیل کا دیا جلا کرتا تھا۔ پانی کی دستیابی کے لئے قیام پاکستان سے پہلے 1946ء میں وقفہ وقفہ سے ساڑھے تین ماہ کام کرکے ایک چھوٹے کنوئیں کا انتظام کیا گیا اور ساتھ پکّے غسلخانے بنائے گئے۔ 52-1951ء میں تعمیر ومرمت کی گئی جس پر سیّد نذیر احمد صاحب انسپکٹر بیت المال حلقہ گجرات نے پڑتالی نوٹ لکھا ہے جس سے 530 روپے ’’جامعہ مسجد احمدیہ‘‘ پر خرچ ظاہر ہوتا ہے۔

کپڑے کے پردہ کا انتظام بھی معقول تھا۔ اگست 1953 میں عورتوں کیلئے شدید گرمی سے بچنے کیلئے ہاتھ سے کھینچنے والے پنکھے کا بندوبست کرتے ہوئے کُل خرچ 8 روپے 8 آنے آیا۔ کمشن ملنے پر عاجز نے اپنی پہلی تنخواہ لاؤڈ سپیکر کے لئے دی اور راجہ غلام رسول صاحب پنشنر غالبًا لاہور سے خرید کرلائے۔

سال 2000ء میں ناصر احمد کھوکھر صاحب نے مسجد کے شمال میں جگہ دوسری برادری سے خرید لی اور 2002ء میں اس میں سے کچھ جگہ ایک اضافی کمرہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ کے نام رجسٹری کروادی ہے۔ 2004ء میں اس شمالی ہال میں کھڑکیاں اور روشندان لگا کر روشنی کا بندوبست کیا گیا، چھت اور دیواریں پلستر ہوئیں اور فرش ڈالا گیا۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی نئے غسلخانے اور وضو کی جگہ تعمیر کی گئی۔ خاکسار نے نہایت محنت اور شوق سے یہ کام اپنی نگرانی میں کروایا۔ اس پر کل خرچ تقریباً 2,36,000 روپے آیا۔ اور یہی وہ ہال ہے جس میں سانحہ مونگ جیسا بہیمانہ واقعہ رونما ہوُا۔ سانحہ مونگ کے بعد مونگ جماعت کو مرکز سے گرانٹ موصول ہوئی اور تقریباً 5,70,000 روپے سے مربی صاحب کیلئے ایک مختصر سافلیٹ تعمیر ہوُا۔ تعمیر مکمل ہونے کے بعد جون 2006ء میں مربی سلسلہ یوسف سلیم صاحب بمع فیملی اس میں شفٹ ہوگئے۔ آپ حال ہی میں محمود آباد ضلع جہلم سے تشریف لائے ہیں۔

ابتدائی بیعت کنندگان کے حوالے سے مونگ کے احمدی خاندانوں کا تذکرہ

مونگ گاؤں میں اس وقت 20 احمدی گھروں کے تقریباً 150 افراد پر جماعت کی تنظیم قائم ہے۔ ان میں سے اکثریت اُن خوش قسمت لوگوں کی اولاد ہے جنہیں آغاز میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اس تذکرہ میں ہم کوٹلی، کوٹھڑہ کا بھی ذکر کریں گے کیونکہ اس وقت مونگ کی جماعت ان تین گاؤں پر مشتمل ہوُا کرتی تھی۔ یہاں کے واجب الاحترام چھ صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تقریباً اسی مندرجہ ذیل ترتیب میں احباب احمدی ہوئے۔

1- مولوی غلام رسول صاحب اور حضرت مولوی صدرالدین صاحب

دونوں سگے بھائی تھے اور والد کا نام حافظ میاں محمد مخدوم تھا۔ مولوی غلام رسول صاحب نے مئی 1913ء میں بیعت کی اور اپنے خاندان میں اول احمدی ٹھہرے۔ آپ ایک علم دوست اور دعاگو بزرگ تھے۔ آپکی تاریخ پیدائش 1894ء ہے۔ تعلیم مڈل، ایس۔وی، منشی فاضل تھی۔ عرصہ ہوُا آپکے بیٹے عبدالرحمٰن صاحب بمع فیملی امریکہ نقل مکانی کر گئے۔ مولوی غلام رسول صاحب موسموں کی شدت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ضعیف عمری میں بھی بڑے اہتمام سے کوٹلی افغاناں سے نماز جمعہ پڑھنے کیلئے مونگ تشریف لاتے۔ آپ حضرت مولوی صدرالدین صاحب سے بعد میں فوت ہوئے۔

حضرت مولوی صدرالدین صاحب اپریل 1886ء میں پیدا ہوئے، بیعت جولائی 1913 میں کی۔ آپ بفضل تعالیٰ موصی تھے، وصیت نمبر 816 اور تاریخ 10.12.1915 ہے اور وفات 5/6 اکتوبر 1955ء پائی۔ آپ مولوی فاضل تھے۔ میاں امام دین صاحب کے بعد جماعت احمدیہ مونگ کے دوسرے نمبر پر پریذیڈنٹ بنے۔ مونگ میں آپکے ذریعہ سے بہت سے لوگوں کو احمدیت کا نور نصیب ہوُا۔ آپ نہایت متقی اور پرہیزگار وجود تھے۔ قیام کوہاٹ صوبہ سرحد کے دوران احمدیہ مسجد کی تعمیر اور کئی دیگر پہلوؤں پر تفصیلاً روشنی پڑتی ہے۔ خصوصاً 1932ء کے لگ بھگ کے حالات و واقعات پر۔ گوکہ مذکورہ مسجد پر مولوی زبردستی قبضہ جما چکے ہیں۔ بندہ کو بھی بیرون تحصیل گیٹ اس تاریخی مسجد میں نماز پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ مباہلہ کوٹلی افغاناں میں حضرت مولوی صدرالدین صاحب احمدی فریق کے لیڈر تھے۔

آپکے بڑے بیٹے محمد سعید کلیم صاحب ایم۔بی۔ ہائی سکول منڈی بہاؤالدین میں ایک عرصہ تک ڈرائنگ ماسٹر رہے۔ بعدازاں دارالعلوم شرقی ربوہ شفٹ ہوگئے اور دفتر خدام الاحمدیہ میں کام کرتے رہے۔ آپ نے 1928ء میں بیعت کی، وصیت نمبر 7864 بتاریخ 18.9.44 ہے اور ربوہ میں مدفون ہیں۔ حیدر شاہ صاحب کے بعد صدر جماعت رہے۔ آپکے بیٹے غلام مرتضےٰ صاحب بمع فیملی جرمنی میں مقیم ہیں۔

2- میاں روشن دین مرحوم

آپ نے اپنے بھتیجے میاں احمد دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ گفت و شنید کے بعد احمدیت قبول کرلی۔ میاں روشن دین صاحب مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ تھے اور دعوت الی اللہ کا شوق رکھتے تھے۔ مباہلہ کوٹلی افغاناں میں آپکا نام شامل ہے۔ آپکے پوتے میاں محمود احمد صاحب ابن میاں محمد شریف صاحب بفضل تعالیٰ مربی سلسلہ ہیں۔ اس خاندان کے کئی افراد نے بھی احمدیت قبول کی۔

میاں احمد دین صاحب المعروف منشی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود کا ذکر شروع میں ہوچکا ہے۔ آپکے نواسے شفقت آباد منڈی بہاؤالدین شفٹ ہوگئے ہیں۔ احمدیت کے صدقے اس گھرانے پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ سب سے بڑے بیٹے میاں بشیر احمد صاحب کے بیٹے ڈاکٹر نصیر احمد صاحب بمع فیملی انگلینڈ جاچکے ہیں۔ اس خاندان کے دو اور افراد بھی وہاں ہیں۔ خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں ایک سال میاں ریاض احمد صاحب نے ریکارڈ بیعتیں کروائیں۔ مونگ سے تیسرے مربی نور احمد صاحب ابن ریاض احمد صاحب ہیں، اس طرح پورے گھرانے پر اللہ کا فضل ہے۔

3- سیّد حیدر شاہ صاحب اور سیّد امام شاہ صاحب

والد کا نام سیّد ستّار شاہ تھا۔ آپ نے مارچ 1914ء میں خود بیعت کی اور بعد میں گاؤں میں آپکے ذریعہ کافی احباب کو احمدیت قبول کرنے کا موقع ملا۔ تعلیم پرائمری تھی لیکن خوب دلیل کے ساتھ بات کرنے کا فن تھا۔ قرآن شریف باترجمہ جانتے تھے، حضرت مسیح موعودؑ کی اکثر کتب شوق سے خرید کر پڑھتے۔ عائشہ بی بی صاحبہ زوجہ سیّد غلام حیدر شاہ صاحب، موصی نمبر 982 کی تاریخ وفات 4 نومبر 1948ء ہے۔ آپکے پوتے سیّد بشارت احمد صاحب ولد سیّد احمد شاہ صاحب نے ایک مشکل وقت میں نقل مکانی کے موقع پر تمام کتب جماعت احمدیہ مونگ کی لائبریری کو دے دیں۔ گاؤں کے مردوزن کا بڑا حصّہ آپکا شاگرد تھا۔ دعوت الی اللہ کا جنون تھا، لوگ عزت کرتے تھے اور شاہ صاحب ایک بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ آپ عرصہ دراز تک جماعت کے پریذیڈنٹ رہے۔ بڑھاپے میں آپ چک نمبر 169 مراد، تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر چلے گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ مباہلہ کوٹلی افغاناں میں شامل تھے۔ آپکے ایک بیٹے سیّد احمد شاہ صاحب گورنمنٹ مڈل سکول مونگ کے حصّہ پرائمری میں J.V. مدرس تھے۔ دوسرے بیٹے میر حامد شاہ صاحب تھے۔ آپکی بیوہ سیدہ بیگم بی بی صاحبہ نے اپنے اکلوتے بیٹے کی پرورش کی اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں بی۔اے تک تعلیم دلوائی۔ سیدہ بیگم بی بی صاحبہ عرصہ دراز تک صدر لجنہ اماء اللہ رہیں۔ سانحہ مونگ کے وقت نماز فجر کی امامت ہمارے موجودہ صدر جماعت سید صادق احمد شیرازی صاحب کروا رہے تھے۔ دونوں بیٹے بھی مقتدیوں میں شامل تھے اور زخمی ہوئے۔ خود شاہ صاحب بمشکل بچ پائے۔

آپکے قریبی رشتہ دار سید امام شاہ صاحب نے بھی شروع میں ہی احمدیت قبول کرلی۔ سید امام شاہ صاحب کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔ آپ ایک خوش لباس شخص تھے اور بفضل تعالیٰ پابندی سے نماز روزہ کرنیوالے پرہیزگار وجود تھے۔ آپکے اکلوتے بیٹے سید اصغر علی شاہ صاحب پہلے ہاسپٹل کور، ائیرفورس میں تھے بعد میں شاہ تاج شوگر ملز میں شوگر گودامز کے انچارج تھے۔ آپکی شادی سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت بہاول شاہ صاحب آف گولیکی سے ہوئی۔ مرحومہ کچھ عرصہ کے لئے صدر لجنہ مونگ رہیں۔ آپکے چار بیٹے سید جاوید انور صاحب (ہیڈ آفس شاہ تاج لاہور)، سید سجاد حیدر طاہر صاحب (امریکہ)، افتخار احمد صاحب اور میجر سید حسن منصور صاحب ہیں۔

امام شاہ صاحب کے کزن سید صفت شاہ صاحب کے ایک بیٹے سید اکبر شاہ مسعود مخلص احمدی تھے۔ انکی تاریخ پیدائش 1924 کے لگ بھگ تھی۔ شروع میں مڈل سکول نوکنڈی بلوچستان میں رہے بعد میں بڑا عرصہ جہلم سکول میں PTI رہے۔

4- چوہدری خوشی محمد کُلاّ صاحب

پیدائش 5/6 مئی 1893، وفات 15 اکتوبر 1981، بوقت وفات عمر تقریباً 88 سال تھی۔ آپ چوہدری اللہ بخش کلاّ ولد کرم بخش عرف کماں کے چار بیٹوں میں سب سے بڑے تھے۔ آپکو جون 1916 کے بعد جلد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور خلافت کے اولین دنوں میں ہی بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس طرح آپ اس علاقہ میں اپنی برادری میں پہلے فرد ہیں جنہیں امام الزمان کو پہچاننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ علاقہ کی بااثر اور سرکردہ شخصیت تھے۔ بیعت کے بعد جلد ہی اپنے دوستوں کے دنیا داری کے معاملات سے بیزار ہوگئے۔ آپ بفضل تعالیٰ تہجد گزار وجود تھے۔ نیز آپ صائب الرائے اور پروقار شخصیت کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحم سے آپکو نہایت پرشوکت اور بارعب شخصیت عطا فرمائی تھی۔

اپنے غیر احمدی استاد میاں غلام قادر صاحب کے سامنے جب دارقطنی کی کسوف وخسوف والی حدیث

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آج کل جماعت احمدیہ کے خلاف بعض ملکوں میں مخالفت کی رو چلی ہوئی ہے اور اس میں تیزی آ رہی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ کچھ اور ممالک بھی اس کی لپیٹ میں آئیں۔ ان ابتلاؤں سے احمدیوں کو گھبرانا نہیں چاہئے۔

اس مخالفت نے ہمیشہ احمدیت کے لئے کھاد کا کام کیا ہے اور ہم وہاں پہلے سے بڑھ کر احمدیت کی ترقی کے نظارے دیکھتے ہیں

(پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور سری لنکا میں جماعت کی مخالفت میں شدت اور احمدیوں کے ثبات قدم اور اخلاص و وفا کا تذکرہ)

خدا جماعت احمدیہ کی حفاظت کے لئے کھڑا ہے۔ آج بھی وہ اپنے بندے اور اپنے مسیح کی جماعت کی دعاؤں کو سنتا ہے۔

آج بھی تم ایسے نظارے دیکھو گے کہ جو دشمن ان دعاؤں کی لپیٹ میں آئے گا اس کے ٹکڑے ہوا میں بکھرتے چلے جائیں گے۔

ہر احمدی کا کام ہے کہ دعائیں کرتے ہوئے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ان امتحانوں سے گزر جائے۔ آخری فتح ہماری ہے اور یقیناً ہماری ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس فتح کو روک نہیں سکتی۔ یہ عارضی امتحان ہیں جو گزر جائیں گے۔ اس امتحان کو دعاؤں کے ذریعہ ہلکا کرنے کی کوشش کرو۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور الہامات میں مذکور بعض دعاؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 27/اکتوبر2006ء بمطابق 27/اخاء1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آجکل جماعت احمدیہ کے خلاف بعض ملکوں میں مخالفت کی رو چلی ہوئی ہے۔ پہلے تو صرف ان ممالک میں مخالفت ہوتی تھی جہاں اسلامی حکومتیں ہیں یا اسلامی ممالک ہیں لیکن اب ان میں سری لنکا اور بلغاریہ بھی شامل ہو گئے ہیں۔ جس ملک میں بھی مسلمانوں کی تعداد کچھ اچھی ہو اور وہ ملک ترقی یافتہ نہ ہو وہاں عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ احمدیت کی مخالفت ضرور ہوتی ہے۔ بعض مسلمان ممالک جن کے پاس تیل کی دولت ہے وہ اس بات کو کار ثواب سمجھتے ہیں کہ جہاں بھی احمدیت کا اثر قائم ہو رہا ہے وہاں ضرور مخالفت کی جائے اور ان کو اس کام کے لئے نام نہاد علماء یا مُلّاں مل جاتے ہیں جن کا مقصد صرف اور صرف اپنا اثر قائم کرنا اور دنیا کی دولت کمانا ہوتا ہے۔ پھر غریب حکومتیں ان کی بعض امدادوں کی وجہ سے جماعت کی مخالفت کرتی ہیں۔ افریقہ میں بھی مثلاً گنی کراکری ہے اور بعض دوسرے ممالک ہیں جہاں جماعت کی رجسٹریشن کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ بعض مسلمان حکومتیں جو ان کو مدد دیتی ہیں پسند نہیں کرتیں اور یہ اپنی امداد کے متاثر ہونے کی وجہ سے جماعت کی مخالفت کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ان حکومتوں کو، ان دنیاداروں کو جن کا کل دائرہ صرف دنیاوی اسباب کے اندر ہے یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دینا چاہے یہ لوگ جتنا چاہیں زور لگا لیں اس کو ہدایت سے نہیں روک سکتے۔ یہ خدا تعالیٰ کا اعلان ہے اور اگر ان میں ہمت ہے تو خدا سے لڑ کر دکھائیں۔ جماعت کے افراد کو تنگ کرنا، مار کٹائی کرنا حتیٰ کہ جان تک لینے سے بھی دریغ نہ کرنا ان کے خیال میں جماعت کو کمزور کر دے گا، لوگوں میں خوف پیدا کر دے گا۔ ان عقل کے اندھوں کو جو مسلمان کہلانے کا دعویٰ کرتے ہیں اپنی تاریخ پڑھ کر اور اس تعلیم کو دیکھ کر جو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری، جو یہ بتاتی ہے کہ مومن ابتلاؤں اور امتحان سے گھبرایا نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنے والے مرتے نہیں بلکہ وہ ہمیشہ کی زندگی پانے والے ہیں۔ ان لوگوں کو پھر بھی عقل نہیں آتی کہ مخالفت میں اندھے ہوئے ہوئے ہیں ان کی ہر مخالفت کے بعد اور ان کے ہر احمدی کو شہید کرنے کے بعد احمدیت کا قدم پہلے سے کہیں آگے چلا جاتا ہے۔ ترقی کی رفتار اس جگہ پر پہلے سے کہیں بڑھ جاتی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ثبوت ہے یا جھوٹے ہونے کا؟ لیکن جن کی آنکھوں پر پردہ پڑ جائے، جن کے مقدر میں گمراہی لکھی گئی ہو ان کی آنکھوں پر پردے پڑے رہیں گے۔ یہ نام نہاد علماء اور لیڈر جو اپنی دکان چمکانا چاہتے ہیں خود بھی گمراہی کے گڑھے میں گرنے والے ہیں اور قوم کو بھی اسی طرف لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پس جو بھی مسلمان کہلانے والے ہیں ان کو خود ہوش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے صاف کہہ دیا ہے کہ ہر جان نے اپنا بوجھ آپ اٹھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عقل دی ہے، جب اللہ تعالیٰ کے واضح ارشادات موجود ہوں، زمانے کے امام کے آنے کی تمام نشانیاں پوری ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہوں تو تم ان علماء کے پیچھے چلنے کی بجائے عقل کے ناخن لیتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے اس کی مدد مانگتے ہوئے اللہ اور اُس کے رسول نے جو کہا تھا اور جو دو اور دو چار کی طرح واضح ہے اس پر عمل کرو۔ جو لوگ عقل رکھتے ہیں اور ان علماء کے پیچھے چلنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی کرتا ہے اور روزانہ ایسی بیعتیں آتی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعہ راہنمائی کی ہے یا انہوں نے کسی اتفاقی حادثے کی وجہ سے احمدیت کے حق میں کوئی نشان پورا ہوتے دیکھ لیا ہے۔ پس جب تک دلوں کو صاف کر کے فکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے نہیں جھکیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی پھر ایسے دلوں کو پاک نہیں کرتا۔ پس احمدیت کی مخالفت میں زیادہ بڑھنے کی بجائے اپنی عاقبت کی فکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے۔

مُلّاں اور معاشرے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ جواب کام نہیں آئے گا کہ مَیں مُلّاں اور معاشرے کے ڈر کی وجہ سے احمدیت کو قبول نہیں کر سکا۔ بہرحال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ آجکل بعض جگہ احمدیت کی مخالفت کی رو کچھ زیادہ ہے، اس میں تیزی آ رہی ہے اور ہوسکتا ہے کچھ اور ممالک بھی اس کی لپیٹ میں آئیں۔ اس مخالفت کی آگ کو ہوا دینے کے لئے ہر شریر گروہ کو پاکستانی مُلّاں ملا ہوا ہے، جس سے یہ ٹریننگ لیتے ہیں یا یہ مُلّاں خود وہاں چلا جاتا ہے اور فضا کو خراب کرتا ہے تاکہ احمدیوں کے خلاف کارروائیوں میں تیزی پیدا کی جائے اور جیسا کہ مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں، ان کے زعم میں احمدیت کو ختم کرنے کی کوششیں ہیں۔ لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس مخالفت کی وجہ سے جو احمدیت کے خلاف محاذ کھڑا کر کے یہ کرتے ہیں اس مخالفت نے ہمیشہ احمدیت کیلئے کھاد کا کام کیا ہے اور ہم پہلے سے بڑھ کر احمدیت کی ترقی کے نظارے وہاں دیکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہم مخالفین اور مُلّاں کے شکرگزار بھی ہیں کہ وہ ہمارے راستے صاف کرتے رہتے ہیں، جن لوگوں کی توجہ احمدیت کی طرف نہیں ہوتی وہ بھی احمدیت کی طرف توجہ کرتے ہیں کہ دیکھیں یہ کیا چیز ہے جس کے خلاف مُلّاں اتنا بھرا بیٹھا ہے اور ایک صاف دل انسان جب ہر قسم کے تعصب سے پاک ہو کر احمدیت کو قریب سے دیکھتا ہے تو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا حُسن اسے جماعت احمدیہ میں ہی نظر آتا ہے اور اُس کیلئے اِس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ایک خوشبودار

اورشیریں پھل کی طرح احمدیت کی آغوش میں گر پڑے۔

پس ان ابتلاؤں سے احمدیوں کو گھبرانا نہیں چاہئے۔ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کی وجہ سے مسیح محمدی کی قوت قدسیہ دیکھیں کہ دنیا کے ہر کونے میں احمدی اپنی جان، مال اوروقت کی قربانی کیلئے ہر وقت تیار کھڑا ہے۔ چاہے وہ ایشیا ہے یا امریکہ ہے یا افریقہ ہے، مشرق بعید ہے یا جزائر ہیں۔ ہر جگہ احمدیت کی خاطر قربانی دینے والے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور یہ نظارے ہمیں ہر جگہ نظر آتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس مخالفت کے بعد ہر جگہ پر جماعت احمدیہ نے ترقی کی ہے۔

1974ء میں ان لوگوں نے پاکستان میں جماعت کے خلاف کیا کچھ کرنے کی کوششیں نہیں کیں لیکن کیا جماعت کی ترقی رک گئی؟ پھر اس فرعون سے بھی بڑا فرعون آیا اُس نے کہا پہلا تو بے وقوف تھا، صحیح داؤ استعمال کر کے نہیں گیا۔ کچھ کمیاں، خامیاں، سقم چھوڑ گیا ہے، مَیں اس طرح انہیں پکڑوں گا کہ احمدیوں کے خلیفہ سمیت تمام جماعت توبہ کرتے ہوئے میرے قدموں میں گر پڑے گی، اس کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہیں رہے گا۔ تو کیا اس کی خواہش پوری ہوگئی؟ خواہش پوری ہونے کا کیا سوال ہے، احمدیوں نے عشق رسول عربی ﷺ میں سرشار ہوتے ہوئے اس کلمہ کی حفاظت میں جس کو دشمن نے ہم سے چھیننا چاہا تھا پاکستانی جیلوں کو بھر دیا مگر کلمہ اپنے سینے سے نہیں اتارا۔ کیا اس نظارے نے غیروں کے دل نرم کرتے ہوئے غیروں کو احمدیت کی طرف مائل نہیں کیا؟ کئی سعید فطرت مائل ہوئے اور کئی سعید روحیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آ گئیں۔ اوران فرعونوں کا کیا حال ہوا؟ ایک فرعون کو اس کے اپنے ہی پروردہ نے پھانسی پر چڑھا دیا اور دوسرے کو اللہ تعالیٰ نے خدا کے بندے اور اس کی جماعت کی دعاؤں کو سنتے ہوئے ہوا میں اڑا دیا۔ یہ ہے احمدیت کا خدا جس کا ادراک ہمیں آنحضرت ﷺ کے غلام صادق نے آج کروایا ہے، جس کے اس وعدے کو ہم نے ہر آن پورے ہوتے دیکھا ہے کہ مَیں اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ آج بھی وہی خدا جماعت احمدیہ کی حفاظت کے لئے کھڑا ہے۔ آج بھی وہ اپنے بندے اور اپنے مسیح کی جماعت کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ آج بھی تم ایسے نظارے دیکھو گے کہ جو دشمن ان دعاؤں کی لپیٹ میں آئے گا اس کے ٹکڑے ہوا میں بکھرتے چلے جائیں گے۔ اگر حکومتیں کھڑی ہوں گی تو وہ بکھر جائیں گی، اگر تنظیمیں کھڑی ہوں گی تو وہ پارہ پارہ ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ بعض دفعہ الٰہی جماعتوں کو امتحانوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ہر احمدی کا کام ہے کہ دعائیں کرتے ہوئے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ان امتحانوں سے گزر جائے۔ آخری فتح ہماری ہے اور یقیناً ہماری ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس فتح کو روک نہیں سکتی۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جن کا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے یہ پوری ہوں گی اور ضرور پوری ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس لئے میں پاکستان کے احمدیوں کو کہتا ہوں کہ آجکل جو حالات ہیں ان میں دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ یہ جو مقدمے بن رہے ہیں، حکومت کی طرف سے ہمارے تربیتی رسائل الفضل وغیرہ پر آئے دن جو پابندیاں لگائی جاتی ہیں، حکومت کا ایک اہلکار اٹھتا ہے اور انتظامیہ پر دہشت گردی کی دفعہ لگا دیتا ہے اور اُن دہشت گردوں کو جو حقیقت میں دہشت گرد ہیں جو بغیر کسی وجہ کے روزانہ درجنوں جانیں لے لیتے ہیں، جو قانونی کارروائی کرنے والے کو شہید کر کے اس لئے بچ جاتے ہیں کہ مرنے والا احمدی تھا، جو کئی معصوم عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیتے ہیں ان کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا کہ ان کے بڑے بڑے لیڈروں کے ساتھ تعلقات ہیں، یہ ان کے پروردہ ہیں۔ لیکن الفضل اخبار یا جماعت کا کوئی رسالہ جو جماعت کی تربیت کیلئے نکالا جاتا ہے ان کے پرنٹر پر، مینیجر پر، پبلشر پر اس لئے مقدمہ کر دیا جاتا ہے کہ اس رسالے میں یہ کیوں لکھا ہے کہ اللہ میرا ربّ ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ اس کے رسول اور مرزا غلام احمد قادیانی اس کے مسیح اور مہدی ہیں۔ اگر یہ دہشت گردی ہے تو ہزار جان سے ہمیں یہ دہشت گردی منظور ہے۔

ہندوستان میں جہاں جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے وہاں احمدیت کی مخالفت ہے ایک احمدی معلم کو شہید کر کے لاش کو اس لئے درخت کے ساتھ لٹکا دیا کہ اس نے کہا تھا کہ امام مہدی آ گیا ہے۔

بنگلہ دیش میں مسجدوں پر حملے، پتھراؤ، مار دھاڑ اور شہادتیں اس لئے ہو رہی ہیں کہ احمدی اعلان کرتے ہیں کہ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیْ لِلْاِيْمَان (آل عمران:194) کہ اے ہمارے رب ہم نے ایک آواز دینے والی کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا تھا۔

انڈونیشیا میں جماعتی عمارات پر پتھراؤ کیا جاتا ہے، مسجدوں میں توڑ پھوڑ کی جاتی ہے، لوگوں کو مارا پیٹا جاتا ہے، اس لئے کہ ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے آنے والے مسیح اور مہدی کو کیوں مان لیا ہے اور ان لوگوں نے کیوں ان بدفطرت مُلّاؤں کا ساتھ نہیں دیا جو اندر ہی اندر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور جن کو حکومتیں اپنے مقاصد میں استعمال کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن پھر دیکھیں، ان دور بیٹھے ہوئے احمدیوں پر بھی آفرین ہے اور ان کے اخلاص اور وفا اور ایمانی حالت کو دیکھ کر رشک آتا ہے جن میں سے بہت ساروں نے کسی خلیفہ سے ملاقات نہیں کی، سوائے اس کے کہ اب ایم ٹی اے کے ذریعہ خلیفۂ وقت کی آواز پہنچنے لگ گئی ہے، جنہوں نے ان تمام تکلیفوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو انہیں دی گئیں مسیح اور مہدی کے ہاتھ پر کئے ہوئے وعدہ کو پورا کر دکھایا اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔

سری لنکا میں بھی آجکل ایک مُلّاں جس کے صوبائی حکومت سے کچھ تعلقات ہیں، اس تک پہنچ ہے اور جو پاکستان سے ٹریننگ لے کر آیا ہے، احمدیوں پر حملے کروا رہا ہے۔ اور یہ حملے کرائے کے بدمعاشوں کے ذریعہ کروائے جا رہے ہیں۔ بہت ساری مقامی آبادی اس سے تقریباً لاتعلق ہے۔ باہر سے غنڈے لا کر احمدیوں پر حملے کروا کر اسلام کی خدمت کی جا رہی ہے کہ رمضان کے مہینے میں احمدیوں کو شہید کرو تو ثواب ہوگا۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا آجکل بلغاریہ میں بھی حالات بگڑے ہیں۔ جماعت کے خلاف حکومتی سطح پر ایک مہم چل رہی ہے۔ میرا خیال ہے اس ملک میں بھی ہے کوئی تیرہ چودہ فیصد مسلمانوں کی آبادی ہے۔ یقیناً تیل کے ڈالر حاصل کرنے والا کوئی مُلّاں اپنی جیبیں بھرنے کیلئے حکومت کو غلط راستے پر ڈال رہا ہے۔ ہائی کورٹ میں کیس ہے لیکن ان ملکوں کی ہائی کورٹ کا بھی وہی حال ہے جو ہمارے بعض ملکوں میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو انصاف کرنے اور صحیح فیصلے کرنے تو فیق دے جو اگر انصاف کے ساتھ ہو تو یقیناً جماعت کے حق میں ہوگا۔ یہاں کی جماعت گو کہ نئی جماعت ہے لیکن اخلاص و وفا میں اتنی بڑھ گئی ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ملاقات میں ان پر بہت زیادہ جذباتی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جرمنی جلسہ پر ان کے مختلف گروہ بدل بدل کے آتے رہتے ہیں، تو اکثر ان سے وہاں ملاقات ہو جاتی ہے۔ عجیب ان کی جذباتی کیفیت ہوتی ہے۔ ان کے لئے بھی تمام دنیا کی جماعتوں سے دعا کرنے کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اور یقین میں مزید بہتری پیدا کرے، ترقی کرتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ہر امتحان اور ابتلاء سے کامیابی سے گزار دے۔ لیکن ان سب کو مَیں کہتا ہوں اور پہلے بھی یہ کہہ چکا ہوں کہ اللہ کے آگے جھکو، اللہ کے آگے جھکو، اللہ کے آگے جھکو۔ یہ عارضی امتحان ہیں جو گزر جائیں گے۔ اس قادر مطلق کا ہاتھ ہم پر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا رحم مانگتے ہوئے اس امتحان کو دعاؤں کے ذریعہ ہلکا کرنے کی کوشش کرو۔ دعائیں کریں اور دعائیں کریں اور پھر دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی پکڑ کے نظارے ہم نے پہلے بھی اس دنیا میں دیکھے ہیں، کچھ کا مَیں ذکر کر آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کو تنگ کرنے والوں اور ان کو تکلیفیں دینے والوں کو مَیں اگلے جہان میں بھی پکڑوں گا۔ وہ اس وقت اپنی بدبختی کی وجہ سے سزا پر چلاّئیں گے تو ان کی کوئی بات نہیں سنی جائے گی۔ اس وقت ان کی چلاّہٹ اور معافیاں کسی کام نہیں آئیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے بارے میں فرمایا ہے کیونکہ یہ دعا کیا کرتے تھے اس لئے اس وقت ان کے مخالفین کو کہا جائے گا کہ جن سے تم ہنسی ٹھٹھا کرتے تھے آج یہ کامیاب ہیں اور تم ذلیل ہو کر جہنم کی آگ میں پڑے ہوئے ہو۔

اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنے کیلئے آج کل جو دعائیں پڑھنی چاہئیں ان میں یہ دعا بھی ہے۔
رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ۔اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے پس تو ہمیں بخش دے، ہم پر رحم کر اور تُو رحم کرنے والوں میں سے بہترین ہے۔

پس جو مومن دعا کرتے ہوئے اور مخالفین کے ہنسی ٹھٹھے تکلیفوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایمان لانے پر خوش ہے اور استقامت دکھاتا ہے اور اس یقین پر قائم ہے کہ خدا تعالیٰ یہاں اور اگلے جہان میں اس ایمان پر قائم رہنے کی بہترین جزا دے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا فرماتا ہے اور وعدے کو پورا فرماتے ہوئے ضرور رحم فرمائے گا اور بخشش کے سامان فرمائے گا۔ اللہ کے راستے میں کی گئی قربانیاں کبھی ضائع نہیں جاتیں۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ دعاؤں کی طرف بہت زیادہ زور دیں، توجہ دیں۔ یہ جو رمضان کے بعد کے دن ہیں، یہ مہینہ جو شوال کا مہینہ کہلاتا ہے اس کی بھی اس لحاظ سے اہمیت ہے کہ آنحضرت ﷺ اس ماہ میں عموماً شروع کے چھ دن روزے رکھا کرتے تھے اور یوں رمضان کے روزے ملا کر پینتیس یا چھتیس روزے پورے سال کے قائمقام روزے بن جاتے ہیں۔ گویا یہ نفلی روزے بھی اللہ کی مغفرت اور رحمت کے کھینچنے کا ذریعہ ہیں اور سنت ہیں۔ ان دنوں میں بھی بہت سے احمدی روزے رکھتے ہیں۔ تو خاص طور پر جماعت کے لئے بھی دعاؤں پر بہت زور دیں اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کو جذب کرنے کی طرف بھی توجہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے کہ نوافل سے مومن میرا مقرب ہو جاتا ہے۔ ایک فرائض ہوتے ہیں دوسرے نوافل۔ یعنی ایک تو وہ احکام ہیں جو بطور حق واجب کے ہیں اور نوافل وہ ہیں جو زائد از

فرائض ہیں اور وہ اس لئے ہیں کہ تا فرائض میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو نوافل سے پوری ہو جاوے۔

لوگوں نے نوافل صرف نماز ہی کے نوافل سمجھے ہوئے ہیں۔نہیں یہ بات نہیں ہے۔ ہر فعل کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔انسان زکوٰۃ دیتا ہے تو کبھی زکوٰۃ کے سوا بھی دے۔رمضان میں روزے رکھتا ہے کبھی اس کے سوا بھی رکھے۔قرض لے تو کچھ ساتھ زائد دے''۔یعنی کسی سے قرض لیا ہے تو جب قرض کی واپسی کرنی ہے تو ساتھ کچھ زائد بھی دو۔'' کیونکہ اس نے مروّت کی ہے''۔قرض دینے والے نے مروت کی تھی۔

فرمایا:'' نوافل مُتمِّم فرائض ہوتے ہیں۔نفل کے وقت دل میں ایک خشوع اور خوف ہوتا ہے کہ فرائض میں جو قصور ہوا ہے وہ پورا ہو جائے۔یہی وہ راز ہے جو نوافل کو قرب الٰہی کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے گویا خشوع اور تذلّل اور انقطاع کی حالت اس میں پیدا ہوتی ہے اور اسی لئے تقرب کی وجہ میں ایام بیض کے روزے،شوال کے چھ روزے یہ سب نوافل ہیں۔پس یادرکھو کہ خدا سے محبت تام نفل ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرماتا ہے کہ پھر مَیں ایسے مقرب اور مومن بندوں کی نظر ہو جاتا ہوں،یعنی جہاں میرا منشاء ہوتا ہے وہیں ان کی نظر پڑتی ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ437جدید ایڈیشن۔)

پس دعاؤں اور نوافل کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کی کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ جلد وہ راستے بھی کھولے جب احمدی مسلمان ممالک میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو آزادانہ اور آسانی سے پہنچا سکیں۔

آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض دعائیں ہیں وہ مَیں پڑھتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔

حضرت صہیبؓ سے مروی ہے،آنحضرت ﷺ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو داخل ہونے سے پہلے اس کو دیکھتے ہی یہ دعا کرتے۔اے اللہ جو ساتوں آسمانوں اور جن پر یہ سایہ فگن ہیں ان کا ربّ ہے اور جو ساتوں زمینوں اور جن کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں ان کا ربّ ہے اور جو شیاطین ہیں اور جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں ان کا ربّ ہے اور جو ہواؤں اور جن اشیاء کو وہ بکھیرتی پھرتی ہیں ان کا ربّ ہے،ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے باشندوں کی بھلائی کے طالب ہیں اور ہم اس بستی کے شر اور اس کے رہنے والوں کے شر،اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

(المستدرک للحاکم کتاب المناسک باب الدعا عند رؤیة قریة یرید دخولہا)

پھر ایک دعا سکھائی ہے،آنحضرت ﷺ کو جب کوئی پریشانی ہوتی تھی تو یہ دعا کرتے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ۔اے حی و قیوم خدا مَیں تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات ۔باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید۔)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس دعا کو بہت پڑھا کرو۔

حضرت عبید بن رفاعۃ الزُّرَقِی بیان کرتے ہیں کہ غزوہ اُحد میں مشرکین کے واپس پلٹ جانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صفیں درست کرلو اور میرے ربّ کی تعریف کرو۔صحابہ نے آگے پیچھے صفیں باندھ لیں تب آپ نے یہ دعا پڑھی کہ اے اللہ سب حمد اور تعریف تجھے حاصل ہے۔جسے تو فراخی عطا کرے اسے کوئی تنگی نہیں دے سکتا اور جسے تو تنگی دے اسے کوئی کشائش عطا نہیں کرسکتا۔جسے تو گمراہ قرار دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے تو ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔جسے تو نہ دے اسے کوئی عطا نہیں کرسکتا اور جسے تو عطا کرے اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔جسے تو دور کرے اسے کوئی قریب نہیں کرسکتا اور جسے تو قریب کرے اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔اے اللہ ہم پر اپنی برکات،فضل اور رزق کے دروازے کھول دے۔اے اللہ میں تجھ سے ایسی دائمی نعمتیں مانگتا ہوں جو کبھی زائل نہ ہوں،ختم نہ ہوں۔اے اللہ مَیں تجھ سے غربت وافلاس کے زمانہ کے لئے نعمتوں کا تقاضا کرتا ہوں اور خوف کے وقت امن کا طالب ہوں۔اے اللہ جو کچھ تو نے ہمیں عطا کیا اس کے شر سے اور جو تو نے نہیں دیا اس کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔اے اللہ ایمان ہمیں محبوب کردے اور ہمارے دلوں میں پیدا کردے اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا۔اے اللہ ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے،مسلمان ہونے کی حالت میں زندہ رکھ اور صالحین میں شامل کردے۔ہمیں رُسوا نہ کرنا،نہ ہی کسی فتنے میں ڈالنا۔اے اللہ ان کافروں کو خود ہلاک کر جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے اور تیری راہ سے روکتے ہیں۔ان پر سختی اور عذاب نازل کر۔اے اللہ ان کافروں کو بھی ہلاک کر جن کو کتاب دی گئی کہ یہ رسول حق ہے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند المکیین)

پھر حضرت عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ عظمت والا اور بردبار ہے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کا ربّ ہے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمانوں اور زمین اور عرش بریں کا رب ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء عند الکرب۔ حدیث نمبر 6346)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی چند دعائیں ہیں۔ایک دُعا تو آپ کو پڑھنے کی تلقین کی گئی اور آپ کو الہاماً سکھائی گئی۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگہ رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22صفحہ101)

پھر آپ کو ایک دعا سکھائی گئی۔رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ۔اے خدا ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ کر۔(تذکرہ صفحہ 701 ایڈیشن سوم1969ء)

اور اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ۔اے ازلی ابدی خدا میری مدد کے لئے آ۔ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا ......۔اے میرے خدا میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے لے۔پس ان کو پیس ڈال۔(حقیقة الوحی ،روحانی خزائن جلد 22صفحہ107)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

'' تم کو چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو۔اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔رکوع ،قیام،قعدہ،سجدہ وغیرہ۔پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔فجر،ظہر،عصر،شام اور عشاء۔ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں''۔(ملفوظات جلد اول صفحہ234 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس ہمارا کام ہے کہ دعا کرتے چلے جائیں۔آنحضرت ﷺ نے ہمیں مختلف وقتوں کی،مختلف حالتوں کی دعائیں سکھائی ہیں۔اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حالات کے مطابق بعض دعائیں بتائیں جو مَیں پہلے بھی بتاتا رہا ہوں ان کو ہمیں دہرانا چاہئے ،پڑھنا چاہئے۔اور سب سے بڑی بات بات جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ پہلے فرائض کی ادائیگی اور پھر نوافل کی طرف توجہ بہت ضروری ہے۔

آخر میں پھر مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھ کر آپ کے خلاف جو ہرزہ سرائی کرنے والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کا خوف کھانے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

'' اے سونے والو بیدار ہو جاؤ۔اے غافلو اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلاب عظیم کا وقت آ گیا۔یہ رونے کا وقت ہے،نہ سونے کا۔اور تضرع کا وقت ہے،نہ ٹھٹھے اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔دعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام وکمال دیکھ لو اور نیز اُس نور کو بھی جو رحمت الٰہیہ نے اس ظلمت کے مٹانے کیلئے تیار کیا ہے پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقّانی سلسلہ کے مٹانے کیلئے بددعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔خدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں کی پیروی نہیں کرتا۔وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بیوقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا اور اپنے بندہ کا مددگار ہوگا اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔کیا کوئی تم میں سے اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لانے کی اس کو توقع ہے۔پھر وہ جو دانا و بینا اور ارحم الراحمین ہے وہ کیوں اپنے اس پودہ کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار کر رہا ہے۔جبکہ تم انسان ہو کر ایسا کام کرنا نہیں چاہتے پھر وہ جو عالم الغیب ہے جو ہر ایک دل کی تہ تک پہنچا ہوا ہے۔کیوں ایسا کام کرے گا۔پس تم خوب یاد رکھو کہ تم اس لڑائی میں اپنے ہی اعضاء پر تلواریں مار رہے ہو۔سو تم ناحق آگ میں ہاتھ مت ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ آگ بھڑکے اور تمہارے ہاتھ کو بھسم کر ڈالے۔یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو بہتیرے اس کے نابود کرنے والے پیدا ہو جاتے اور نیز یہ اس اپنی عمر تک ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدت اور بلوغ کی عمر ہے''۔

(یہ آئینہ کمالات اسلام کا حوالہ ہے جو 1893ء میں لکھی گئی تھی اب تو 117 سال ہو چکے ہیں)'' کیا تمہاری نظر میں کبھی کوئی ایسا مفتری گزرا ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ پر ایسا افترا کر کے کہ وہ مجھ سے ہم کلام ہے پھر اس

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

مدت مدید کے سلامتی کو پالیا ہو۔افسوس کہ تم کچھ بھی نہیں سوچتے اور قرآن کریم کی ان آیتوں کو یادنہیں کرتے جوخود نبی کریمؐ کی نسبت اللہ جلّشانہ فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تو ایک ذرہ مجھ پر افترا کرتا تو مَیں تیری رگ جان کاٹ دیتا۔پس نبی کریمؐ سے زیادہ تر کون عزیز ہے کہ جو اتنا بڑا افترا کر کے اب تک بچا رہے بلکہ خدائے تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال بھی ہو۔سو بھائیو نفسانیت سے باز آؤ اور جو باتیں خدائے تعالیٰ کے علم سے خاص ہیں ان میں حد سے بڑھ کر ضدمت کرو اور عادت کے سلسلہ کو توڑ کر اور ایک نئے انسان بن کر تقویٰ کی راہوں میں قدم رکھو تا تم پر رحم ہو اور خدا تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دیوے۔سوڈرو اور باز آجاؤ ۔کیا تم میں ایک بھی رشید نہیں وَ اِنْ لَّمْ تَنْتَھُوْا فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِنُصْرَۃٍ مِّنْ عِنْدِہٖ وَیَنْصُرُ عَبْدَہٗ وَیُمَزِّقُ اَعْدَآءَ ہٗ وَلَا تَضُرُّوْنَہٗ شَیْئًا۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5صفحہ53-55)

یعنی اور اگر تم باز نہ آئے تو اللہ اپنی جناب سے مدد اور نصرت کے ساتھ آئے گا اور اپنے بندے کی تائید ونصرت فرمائے گا۔اور اس کے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور تم اس کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔

پس پہلے آپ نے سمجھایا۔پھر آخر میں یہ دعا کی ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ عذاب طلب کر رہے ہیں۔آپ کا دل بہت نرم تھا اس لئے پہلے سمجھایا ہے اور خود بھی قوم کی ہدایت کے لئے بہت دعائیں کرتے تھے۔ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

’’میں اس بیمار دار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے اس ناشناس قوم کے لئے سخت اندوہ گیں ہوں‘‘۔بڑا افسردہ ہوں’’اور دعا کرتا ہوں کہ اے قادر ذوالجلال خدا، ہمارے ہادی اور راہنما ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخش۔

(مکتوبات احمدیہ جلد ششم حصہ اول صفحہ98)

لیکن اگر کوئی زبردستی اللہ تعالیٰ کے عذاب کو آواز دے رہا ہے تو پھر اس کے متعلق کیا کیا جاسکتا ہے۔اگر اب یہ لوگ جو ایذا اور تکلیفوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے سے باز نہیں آتے اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بدگوئی کرتے رہیں گے تو پھر خدا کی اس چکی نے تو چلنا ہے جو ایسے لوگوں کیلئے مقدر ہے۔لیکن پھر بھی ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس درد سے نکلی ہوئی دعا کو سن لے اور ان لوگوں کو عقل دے جو استہزاء، ہنسی اور ظلم میں تمام حدیں پھلانگ گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا عذاب جب آتا ہے تو بہت ساروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ہم پھر اللہ تعالیٰ سے رحم مانگتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قوم کو عقل دے اور وہ ان ظلموں سے اپنے آپ کو بچائیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ از صفحہ نمبر 9 بارش کے ذریعہ ظاہر ہونے والے چند نشانات

❁...... خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی انتہا نہیں۔ہر چیز اس کے اشارہ پر حرکت کرتی ہے۔اس واقعہ میں موسلا دھار بارش نے اچانک برس کر تائید الٰہی کا نمونہ دکھلایا۔

اب ایک اور واقعہ دیکھیں جس میں اس کے برعکس ظہور میں آیا اور بہت ہی غیر معمولی حالات میں بارش اچانک رُک کر میدان تبلیغ میں خدائی تائید ونصرت کا نشان بن گئی۔

حضرت مولانا رحمت علی صاحب مرحوم ایک بار اسی شہر پاڈانگ میں ہالینڈ کے ایک عیسائی پادری سے اسلام اور عیسائیت کے بارہ میں تبلیغی گفتگو کر رہے تھے جسے سننے کے لئے لوگ بکثرت وہاں جمع تھے۔اسی اثناء میں اچانک موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔اس علاقہ میں یہ معمول ہے کہ جب بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے مسلسل برستی رہتی ہے اور رُکنے کا نام نہیں لیتی۔

تبلیغی گفتگو میں جب پادری دلائل کے میدان میں عاجز آگیا تو اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لئے اچانک یہ عجیب وغریب مطالبہ کر ڈالا کہ اگر واقعی عیسائیت کے مقابل پر تمہارا مذہب اسلام سچا ہے تو ذرا اپنے اسلام کے خدا سے کہئے کہ وہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائے اور اس موسلا دھار بارش کو اسی وقت بند کر دے۔بظاہر اس پادری نے اپنے زعم میں ایک ناممکن بات کا مطالبہ کیا اور بارش کے معمول پر قیاس کرتے ہوئے اسے کامل یقین ہوگا کہ ایسا ہرگز نہ ہوسکے گا۔لیکن دنیا نے اس موقع پر خدائی غیرت اور تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کا ایک حسین کرشمہ دیکھا۔پادری کے مطالبہ کرتے ہی حضرت مولانا موصوف نے اپنے زندہ خدا پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے بڑی پُر اعتماد اور جلالی آواز میں بارش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

’’اے بارش !تُو اس وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور اسلام کے زندہ اور سچے خدا کا ثبوت دے‘‘۔

اسلام کے قادر وتوانا زندہ خدا پر قربان جایئے کہ ابھی چند منٹ بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ موسلا دھار بارش خلاف معمول تھم گئی اور وہ پادری اور سب حاضرین اللہ تعالیٰ کے اس عظیم نشان پر انگشت بدنداں رہ گئے۔

(بحوالہ میدان تبلیغ میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات ۔صفحہ 34-35)

❁...... اس مختصر مضمون میں مَیں چند نمونے بطور مثال پیش کر رہا ہوں۔ اس لئے ایک اور مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔اس واقعہ کے راوی مکرم شیخ محمد حسن صاحب مرحوم ہیں جو لمبا عرصہ لندن میں مختلف خدماتِ دینیہ بجا لانے کے بعد کچھ عرصہ قبل ہی فوت ہوئے ہیں۔آپ نے بیان فرمایا:

’’میرے ساتھ ایک یعقوب نامی شخص کام کرتا تھا جو دہریہ خیالات کا تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے منکر تھا۔اس کی شوخیاں حد سے بڑھنے لگیں۔ایک دن طنز سے کہا: دیکھو کتنی گرمی ہے۔تم اپنے خدا سے کہو کہ بارش برسا دے۔مَیں نے اسے بہت سمجھایا کہ ہم دعا کر سکتے ہیں مگر حکم نہیں دے سکتے ۔کہتے ہیں کہ مَیں نے دل میں دعا شروع کر دی۔اس رات بادل آئے مگر برسے بنا چلے گئے۔مجھے یقین تھا کہ آج جاتے ہی دوبارہ مجھے طعنہ دیا جائے گا۔وہی ہوا۔جاتے ہی مجھے وہی شخص ملا اور بار بار اس کا اصرار کہ تمہارا خدا گرجا تو بہت مگر برسا نہیں۔اس نے میرا وہاں بیٹھنا مشکل کر دیا۔دن کے گیارہ بجے تھے مَیں اٹھ کر باہر چلا گیا۔شدید گرمی تھی۔مَیں نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی غیرت کا واسطہ دے کر التجا کی کہ اے خدا!وہ دہریہ تیری ذات کا منکر ہے اور مجھے طعنہ دئے جا رہا ہے تو اس کا منہ بند کر۔

میری عاجزی کو ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ نہ جانے کہاں سے آسمان پر بادل آئے اور میرے چہرے پر بارش کے قطرے گرنے لگے۔پھر مَیں نے اللہ سے التجا کی کہ وہ اس بارش سے تو نہیں مانے گا۔..........پھر کیا تھا اتنی زوردار بارش ہوئی اور زوردار ہوا کے جھکڑ چلے، دہریہ اس وقت برآمدہ میں بیٹھا تھا اور بارش اور ہوا کا زور اس کے منہ پر جا کر لگ رہے تھے۔جس پر وہ بے اختیار بول اٹھا۔مَیں مان گیا کہ تمہارا خدا زندہ خدا ہے۔ساتھ ہی اس نے کہا یہ خدا صرف مرزا صاحب کے ماننے والوں کا ہی ہوسکتا ہے۔مَیں تو اپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھا اور اس کی حمد کے گیت گا رہا تھا‘‘۔(روزنامہ الفضل ربوہ ۔3/ مئی 2006)

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3/نومبر 2006ء کے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کے اجراء کا اعلان فرمایا ہے۔اس خطبہ کی تفصیلات اگلے شمارہ میں انشاء اللہ آجائیں گی۔

تمام امراء، صدران اور مبلغین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ:

1۔نئے سال کے وعدہ جات کے حصول کا کام بھرپور طریق سے شروع کروادیں۔

حضور انور نے وکالت مال کو ہدایت فرمائی ہے کہ پہلے تین ماہ یعنی 31/جنوری 2007ء تک وعدہ جات کے حصول کا کام مکمل کروایا جائے۔

2۔سال میں کم از کم دو، ہفتہ تحریک جدید، منائے جائیں۔

3۔تحریک جدید کے 27 مطالبات جو جماعتوں کو عنقریب بھجوا دیئے جائیں گے جماعتوں میں ان میں سے جن مطالبات پر عمل پیرا ہونے کی اس وقت ضرورت ہے جائزہ لے کر کارروائی کی جائے۔

4۔تحریک جدید کے مالی نظام میں ہر فرد جماعت کو شامل کرنے کے لئے ٹھوس بنیادوں پر کام کیا جائے۔ جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال ۔لندن)

سورۃ فاتحہ بہترین دعائے شفا

جسمانی امراض میں مبتلا افراد کے لئے سورۃ فاتحہ بہترین دعائے شفا ہے، صحت کے حصول کے لئے یہ دعا جامعیت سے لبریز ہے کیونکہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام صرف ’’شفا‘‘ہی نہیں رکھا بلکہ ’’رقیہ‘‘یعنی دم کرنے والی بھی رکھا۔پھر یہ دعا کسی ایک مرض پر ہی حاوی نہیں بلکہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔سورۃ فاتحہ ہر بیماری سے شفا دیتی ہے (دارمی)

بیہقی فی شعب الایمان میں یہی روایت ہے لیکن وہاں ہر بیماری کی بجائے ’’ہر زہر کا علاج ہے‘‘ لکھا ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ایمان افروز جلوے

بارش کے ذریعہ ظاہر ہونے والے چند نشانات

(عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل۔ لندن)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2/جون 2006ء کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے خطبات کے ایک نئے سلسلہ کا آغاز فرمایا۔ ان خطبات کا موضوع سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے آپ ﷺ کو عطا کی جانے والی تائید و نصرت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ خطبات میں بہت برکت دے اور جماعت کو حضور انور کی زبان مبارک سے علوم و معارف سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

تائید و نصرت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی نصرت مختلف اور متنوع صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک صورت بارش کی بھی ہے جسے صحیح معنوں میں باران رحمت کہا جاتا ہے۔ بارش یوں تو قدرت کا ایک کرشمہ ہے جس کو انسانی زندگی بلکہ حیوانی اور نباتاتی زندگی کی نشو و نما اور ترقی سے بہت گہرا تعلق ہے اور ایک عام انسان کی نظر میں بارش کے نزول کے چند مادی اسباب ہیں جن کا مطالعہ کرنے کے نتیجہ میں صاحبانِ علم یہ اندازے بتاتے رہتے ہیں کہ کب، کہاں اور کتنی بارش ہوگی؟ یہ انسانی اندازے صحیح بھی ہوتے ہیں اور کبھی غلط بھی۔ سچی بات یہ ہے کہ بارش کا برسنا بھی بلکہ بارش کا رک جانا بھی اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک عظیم نشان ہے۔ دنیا کے لوگ تو اپنے ظاہری اور محدود علم کی بنا پر یہ جانتے کہ آسمان پر بادل آ جائیں اور گہرے ہوں تو بارش ہوگی۔ بادل نہ ہوں تو بارش نہیں ہوگی۔ لیکن قادر و توانا خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کے انداز بہت عمیق اور پُر حکمت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب کا ایک ذریعہ ضرور بنایا ہے لیکن وہ مسبب الاسباب ہے اور ہر بات پر قادر ہے بلکہ اس کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کے حکم اور اس کی مرضی کے تابع ہے۔

بارش یا باران رحمت مختلف انداز میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا نشان بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں، خلفاء اور اپنے پیاروں کی دعاؤں کو سن کر عجب محبت کے رنگ میں جلوہ گری فرماتا ہے۔ آسمان پر بادل کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے پل جھپکنے میں بادل آ جاتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے جل تھل ہو جاتا ہے۔ اور کبھی یوں لگتا ہے کہ موسلا دھار بارش اس زور سے برس رہی ہے کہ نہ معلوم کبھی رکے گی بھی یا نہیں۔ اور ہوتا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ بارش یکدم رُک جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نشان قرار پاتی ہے۔

ان ہر دو قسم کے نشانوں کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی جلوہ گری ہوتی ہے اور جب یہ نشان کسی نبی، خلیفہ یا خدا کے کسی پیارے بندے کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں ظاہر ہوں تو یہ ان کی صداقت کے عظیم گواہ بھی ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا زندہ ثبوت بھی۔ الغرض یہ ایک تفصیلی مضمون ہے جس کا مطالعہ بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز حقائق کو اجاگر کرتا ہے۔

بارش کے ذریعہ ظہور پذیر ہونے والے خدائی تائید و نصرت کے یہ نشانات کس کس انداز میں رونما ہوتے ہیں اس کی چند مثالیں بطور نمونہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

❁...... سب سے پہلی اور مقدس ترین جامع مثال ہمارے پیارے آقا رسول مقبول ﷺ کے مبارک زمانہ کی ہے۔ مدنی دور کی بات ہے اور یہ مثال حدیث کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ باب رفع الیدین فی الاستسقاء سے لی گئی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں اہل مدینہ کو قحط نے آلیا۔ چنانچہ ایک جمعہ کے دن جبکہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ مویشی اور چارپائے ہلاک ہو رہے ہیں آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ انسؓ کہتے ہیں کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح صاف دکھائی دیتا تھا۔ پھر تیز ہوا چلی اور بادل بنانے لگی۔ پھر وہ بادل جمع ہو گئے اور آسمان موسلا دھار بارش برسانے لگا یہاں تک کہ ہم پانی کے اندر سے گزر کر گھر پہنچے۔ یہ بارش اگلے جمعہ تک جاری رہی۔ چنانچہ اگلے جمعہ کے روز وہی شخص یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ مکان گر رہے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے۔ آنحضرت ﷺ مسکرائے پھر دعا کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے: اے اللہ تو ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر اب نہ برسا۔ انسؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے بادلوں کی طرف دیکھا تو وہ درمیان سے پھٹ گئے اور مدینہ کے اردگرد ایک ہار کی شکل اختیار کر گئے۔ (یعنی مدینہ کے اوپر آسمان صاف ہو گیا اور اردگرد بادل رہے)۔

❁...... دوسری مثال سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کے عاشق صادق، مسیح زماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عرض کرتا ہوں۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک مخلص اور فدائی صحابی حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ آف کپورتھلہ روایت بیان کرتے ہیں:

جیٹھ کا مہینہ تھا۔ گرمی سخت تھی۔ ہم دارالامان میں حضرت کے حضور حاضر تھے۔ واپس جانے کے لئے اجازت لیتے وقت منشی اروڑے خان صاحبؓ نے عرض کیا کہ حضور اس قدر پانی ہو کہ نیچے بھی پانی اور اوپر بھی پانی ہو۔ مَیں نے بے تکلفی سے عرض کیا حضور! یہ دعا ان کے لئے مانگی جائے۔ آپؑ نے فرمایا کہ خدا قادر ہے۔

ہم اجازت لے کر روانہ ہوئے۔ ابھی چوہڑوں کے گھروں سے باہر ہی نکلے تھے کہ یکا یک ایک بادل اٹھا اور بارش شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد موسلا دھار کی صورت ہو گئی۔ اور پانی ہی پانی ہو گیا۔ یکّا اُلٹ گیا اور منشی اروڑے خان صاحب نالی میں جا پڑے۔ مَیں اور محمد خان بچ گئے۔ منشی صاحب کو اپنی غلطی پر افسوس تھا اور کہتے تھے کہ مَیں نے ایسی دعا کیوں منگوائی؟

منشی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ایک نشان قبولیت دعا کا تھا۔ ادھر منشی صاحب نے اظہار خواہش کیا اور آپ نے فرمایا خدا قادر ہے۔ اور وہ دعا قبول ہو گئی اور منشی اروڑے خان صاحب نے نیچے اوپر پانی کا مزہ چکھ لیا۔

(بحوالہ الحکم قادیان ۔14/ اپریل 1934ء)

❁...... اگلا واقعہ دعا کے نتیجہ میں کئی روز سے جاری بارش کے رکنے کا ہے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے زمانے کا ہے۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مرحوم روایت کرتے ہیں:

1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ مَیں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی۔ اس کے بعد بارش بند ہو گئی اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ (اصحاب احمد جلد 8 صفحہ 71 مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

❁...... اسی تسلسل میں بارش رکنے کا ایک اور واقعہ بھی بہت دلچسپ ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ اپنی کتاب "حیات قدسی" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے ایک تبلیغی سفر کے دوران اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید ہمارے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئی۔ آپ کے اپنے الفاظ ہیں:

"ہمارا یہ وفد جب بھاگلپور میں پہنچا تو مقامی جماعت کی طرف سے ایک جلسہ منعقد کر کے ہمارے لیکچروں کا انتظام کیا گیا۔ جلسہ کا پنڈال ایک سرسبز و شاداب اور وسیع میدان میں بنایا گیا۔ حضرت مولوی عبدالماجد صاحبؓ وہاں کے امیر جماعت تھے۔ آپ کے انتظام کے ماتحت کرسیاں، میزاور دریاں قرینے سے لگائی گئیں۔ حاضرین کی تعداد بھی کافی ہو گئی۔ ابھی جلسہ کا افتتاح ہی ہوا تھا کہ ایک کالی گھٹا جو برسنے والی تھی مقابل کی سمت سے نمودار ہوئی۔ اور کچھ موٹے موٹے قطرات بارش گرنے بھی شروع ہو گئے۔ مَیں اس وقت سٹیج کے پاس حضرت مولوی ابوالفتح پروفیسر عبدالقادر صاحب کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے قلب میں اس وقت بارش کے خطرہ اور تبلیغی نقصان کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک جوش بھر گیا اور مَیں نے اس جوش میں الحاح اور تضرع کے ساتھ دعا کی کہ اے خدا! یہ ابر سیاہ تیرے سلسلہ حقہ کے پیغام پہنچانے میں روک بننے لگا ہے اور تبلیغ کے اس زریں موقعہ کو ضائع کرنے لگا ہے تُو اپنے کرم اور فضل سے اس امنڈتے ہوئے بادل کو برسنے سے روک دے اور اس کو دُور ہٹا دے۔

چنانچہ جب لوگ موٹے موٹے قطرات کے گرنے سے ادھر اُدھر ہلنے لگے اور بعض لوگوں نے فرش کو جو نیچے بچھایا ہوا تھا لپیٹنے کی تیاری کر لی تو مَیں نے اس سے منع کر دیا اور لوگوں کو تسلی دلائی کہ وہ اطمینان سے بیٹھے رہیں بادل بھی چھٹ جائے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ وہ بادل جو تیزی سے امنڈا چلا آتا تھا، قدرت مطلقہ سے پیچھے ہٹ گیا اور بارش کے قطرات بھی بند ہو گئے اور ہمارا جلسہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کے ماتحت کامیابی کے ساتھ سرانجام ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک"۔

(حیات قدسی جلد سوم صفحہ 25-26)

❁...... باران رحمت تبلیغی میدان میں خدائی رحمت کا پیغام لے کر اترتی اور متعدد مواقع پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا نشان بن کر سعید فطرت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

موضع کریام ضلع جالندھر کا واقعہ ہے کہ ایک مجلس میں حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ اور بنگہ کے حضرت شیر محمد صاحب علیہ السلام تانگے والے موجود تھے۔ اس وقت شدید گرمی پڑ رہی تھی۔ ایک غیر احمدی دوست چھجو خان نامی سے تبلیغی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا۔ دوران گفتگو اس نے کہا کہ اگر آج بارش ہو جائے تو مَیں احمدی ہو جاؤں گا۔ حضرت حاجی صاحبؓ نے اسی وقت احمدی احباب کی معیت میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دئے۔ مسبّب الاسباب خدا کی قدرت نے عجیب کرشمہ دکھایا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور زور سے بارش برسنے لگی۔ یہ خدائی نشان دیکھ کر چھجو خان صاحب نے اسی وقت بیعت کر لی۔

(بحوالہ میدان تبلیغ میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات۔ صفحہ 32)

❁...... اس جگہ مَیں اپنے والد مرحوم 'خالد احمدیت' حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مرحوم و مغفور کے بارہ میں اسی طرح کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

میری والدہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ (اطال اللہ بقاءھا) بیان کرتی ہیں:

"لوگوں میں مشہور تھا کہ مولوی صاحب کی دعا سے بارش ہو جاتی ہے۔ ایک دن جمعہ پڑھا کر گھر آئے تو کہنے لگے کہ آج مَیں نے دوستوں کے کہنے پر بارش کے لئے دعا کی ہے۔ آج انشاء اللہ ضرور بارش ہوگی۔ سخت گرمی تھی۔ آپ قمیص اُتار کر بیٹھ گئے بارش کے انتظار میں۔ اس وقت چلچلاتی دھوپ تھی لیکن دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر ایک ٹکڑا بادل کا آیا اور تھوڑی دیر کے بعد موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور جل تھل ہو گیا"۔

(بحوالہ حیات خالد صفحہ 676)

❁...... ایک اور مجاہد اسلام حضرت مولانا رحمت علی صاحب مرحوم مبلغ انڈونیشیا کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ آپ پاڈانگ شہر کے محلّہ یاسر مسکین میں رہتے تھے۔ علاقہ کے اکثر مکانات لکڑی کے اور بالکل ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ اتفاقاً اس محلّہ میں آگ لگ گئی جو اردگرد کے مکانات کو راکھ بناتی ہوئی آپ کی رہائشگاہ کے قریب پہنچ گئی حتی کہ اس کے شعلے آپ کے مکان کے چھجّے کو چھونے لگے۔ یہ نازک صورتحال دیکھ کر احباب نے پُرزور اصرار کیا کہ آپ مکان فوری طور پر خالی کر دیں۔ لیکن آپ نے پورے یقین اور وثوق سے فرمایا:

"یہ آگ انشاء اللہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ یہ مکان اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک غلام اور مجاہد فی سبیل اللہ کی رہائشگاہ ہے اور حضورؑ سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ "آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے"۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا رحمت علی صاحب ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ اچانک بادل امڈ آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی جس نے آناً فاناً اس آگ کو بالکل ٹھنڈا کر کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نے آگ کو واقعی مسیح محمدیؐ کے غلام کا غلام بنا دیا"۔

(بحوالہ میدان تبلیغ میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات۔ صفحہ 34)

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ از صفحہ نمبر 4 مونگ میں احمدیت کا آغاز تعارف اور تاریخ

پیش کرتے تو وہ اسکو ضعیف حدیث کہہ کر ٹال دیتے۔اس دوران میں آپ نے مولوی صدرالدین صاحب سے قرآن کریم باترجمہ بھی شروع کر دیا۔ایک دفعہ دوران سیر مولوی صدرالدین صاحب نے عاجز کے دادا جان سے پوچھا کہ اب کیا فرق باقی ہے؟ آپ نے زمین اور رشتہ کا ظاہری عذر پیش کیا تو مولوی صاحب نے موت سے پہلے اقرار بیعت کو لازمی قرار دیا اور کہا کہ ہوسکتا ہے کہ تم آج ہی مرجاؤ۔اس گفتگو کے دو تین دن بعد جماعت کے مربیان موونگ آئے ، رات کو ایک مکان پر جلسہ ہؤا ، مولوی جلال الدین شمس صاحب کی تقریر اثر کر گئی۔ کہا کرتے تھے کہ ”تقریر سن کر مجھے آج بھی یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے خدا تعالیٰ کا عرش نیچے اتر آیا ہے۔اُس تقریر نے ایسا غضب کیا کہ میں اس میں کُھب گیا۔خیال کروں کہ کون سا وقت ہو کہ میں احمدیت قبول کروں، اقرار کروں۔“ جلسہ سے واپسی پر غیر احمدی پیش امام میاں محمد اسماعیل نے کہا ”بات تو سچّی ہے،نرا جھوٹ نہیں۔“ صبح احمدی علماء کی روانگی کے وقت چندہ دیا اور بیعت کر لی۔

اس سے پہلے آپ کی والدہ شرفاں بی بی صاحبہ نے ایک نہایت واضح مبشر خواب دیکھا تھا کہ مرزا صاحب موونگ ہمارے محلّہ آئے ہیں، میں بھی دوڑ کر وہاں پہنچی جہاں آپ اَنّ (روٹی اور گڑ سے تیار کردہ کھانا) تقسیم کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے کچھ اَنّ میری ہتھیلی پر رکھ دیا۔چاروں بیٹوں میں تقسیم کیا، زیادہ خوشی محمد کو دیا اور آخر پر خود بھی وہ ہتھیلی چاٹ لی۔ یہ خواب ہو بہو اسی طرح پورا ہؤا۔ چوہدری خوشی محمد کی ساری اولاد بفضل تعالیٰ احمدیت کی شیدائی اور غلام ہے، باقی بھائیوں میں سے محمد بخش نے تو بیعت بھی کی لیکن استقامت نہ دکھا سکے، احمد خاں بہت دینی غیرت رکھتے تھے اور ڈیرہ پر کسی کی مجال نہ تھی کہ اشارتاً بھی احمدیت کے خلاف کچھ اظہار کر سکے۔اسی طرح حاکم خاں نے بھی مخالفت نہیں کی۔اس خواب کی تصدیق کرتے ہوئے چچا محمد یوسف کُلاہ مرحوم نے کہا ”ہماری دادی شرفاں بی بی نے اپنے خاوند سے کہا (اپنے اس خواب کی بناء پر) کہ ہمارے بیٹے کو اب تک احمدی ہو جانا تھا۔ دیر ہوگئی ہے۔ ہمارے دادا نے سنا تو کہا کیا ہؤا ایک احمدی ہو گیا ہے اور بھی تو بیٹے ہیں۔اب اگر احمدیت قبول کر لی ہے تو پھرنا نہیں۔اس سے والد صاحب کو کافی سہارا مل گیا۔“ خواب کے عین مطابق آپکی والدہ صاحبہ نے بھی احمدیت قبول کی اور احمدی احباب نے جنازہ پڑھا۔

دادا جان مرحوم کے کئی ایک مبشر اور سچے خواب ریکارڈ میں موجود ہیں۔طوالت کی بناء پر مختصراً چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔مثلاً ساون بھادوں میں ڈیرہ پر مکان اس وقت گرا جب سب محفوظ ہو گئے، آپ نے کہا تھا ”جس وقت میں باہر نکلوں گا، مکان گر پڑے گا۔“ اسی طرح اپنے ایک پر شوکت خواب کی بدولت اولاد کی دینی و دنیاوی ترقی کے بارے میں محکم یقین تھا۔مزید یہ کہ میری والدہ صاحبہ کا رشتہ بھی صوبیدار عبدالغنی صاحب سے باوجود انکار کے حاصل کیا، کیونکہ دادا جان کے خواب میں صوبیدار صاحب کو کہا گیا ”نجیب الرحمٰن! میں نے تیری طرف اپنا ایک آدمی بھیجا تو نے اسے کیوں قبول نہیں کیا؟“ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعا کے طفیل شر پسند اور حاسدی لوگ آپکو باوجود انتہائی کوشش کے سائیں ستار آرائیں کے قتل میں ملوث نہ کر پائے۔اور اصل مجرم پولیس نے پکڑ لئے۔سانحہ موونگ میں آپکی اولاد میں سے تین افراد اسوقت بیت میں نماز ادا کر رہے تھے۔ آپکے بیٹے چوہدری محمد اسلم صاحب اور پوتے یاسر احمد کو شہادت نصیب ہوئی اور دوسرا پوتا عاجز محمد ایوب شدید ترین زخمی ہے۔

روایت از چچا محمد یوسف بروز عیدالفطر 1421 ہجری مورخہ 28.12.2000 بروز جمعرات بیان کیا ”ماں کا کو (آپکی نانی۔ناقل) جب بھی آٹا گوندھتیں تو شروع میں ایک مٹھ آٹا الگ کر کے رکھ لیتیں اور پھر جب مولوی صدرالدین صاحب چندہ لینے آتے تو وہ آٹا بیچ کر دے دیتیں یا اگر اس وقت گھر میں پیسے ہوتے تو دے دیتیں۔آپ پکّی احمدی تھیں جب کہ ماں شرفاں (آپکی دادی۔ناقل) کا جنازہ بھی احمدی دوستوں نے پڑھا علاوہ انکے غیر احمدی میکے والوں کے۔“ آپ مباہلہ کوٹلی افغاناں میں شامل تھے۔

5۔احمدی کشمیری احباب کا تذکرہ

ہم اس حصہ میں میاں اللہ داد صاحب کشمیری، میاں امام علی صاحب، اللہ دتہ کشمیری صاحب، محمد فیروز صاحب اور میاں احمد دین صاحب کا ذکر کریں گے۔شروع میں ہم اوّل المبائع حضرت میاں امام دین صاحب کا تفصیلی ذکر کر آئے ہیں۔آپکے بیٹے میاں امام علی صاحب نے تقریباً 90 سال کی عمر میں وفات پائی۔میاں امام علی صاحب کی کوئی اولاد نہ تھی۔آپ نے نہایت تندہی سے عرصہ دراز بطور پریذیڈنٹ جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ہم میں سے اکثر لوگ اس بات کے شاہد ہیں کہ میاں صاحب کو خدا تعالیٰ اپنی جناب سے نامعلوم وسیلوں سے رزق مہیا کرتا تھا۔آپ دعا گو شخصیت تھے اور خدا تعالیٰ اپنے کمال فضل سے آپکی دعا کو قبولیت عطا فرماتا تھا۔ بڑھاپے میں اپنی بیوی کی ایک بھتیجی امۃ الکریم صاحبہ کے پاس تلونڈی موسیٰ خاں ضلع گوجرانوالہ چلے گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔آپکا تاریخی گھر چوہدری وحید احمد صاحب گھگھ نے خرید لیا ہؤا ہے۔نرینہ اولاد کیلئے بہت دعا کیا کرتے تھے، ایک خواب میں بتایا گیا کہ یہ خواہش پوری نہ ہوگی۔اگلی مجلس مشاورت میں ربوہ گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی درخواست پر عین وہی فقرے کہے جو میاں صاحب نے خواب میں سنے تھے۔اور لطف کی بات یہ ہے کہ خواب والا ہی ماحول اور نظارہ تھا، یعنی حضور کی کرسی، کپڑے، ارد گرد کھڑے دوست اور ان کی جگہیں، وقت وغیرہ سب کچھ وہی تھا۔

میاں اللہ داد صاحب کشمیری موصی تھے اور قادیان مین مدفون ہیں۔آپکی بھتیجی امام بی بی عرف بی بی کی شادی میاں احمد دین صاحب سے ہوئی۔امام بی بی کے والد کا نام بُڈھا تھا۔حضرت میاں امام دین صاحب کے چھوٹے بھائی میاں جمال دین صاحب کے دونوں بیٹے ضیاء الدین صاحب مرحوم اور سراج الدین صاحب گوجرانوالہ شفٹ ہو گئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے از راہ شفقت ضیاء الدین صاحب کا نام تجویز کیا تھا۔تین بیٹیوں میں سے فاطمہ بی بی صاحبہ کی شادی میاں محمد اسماعیل صاحب سے ہوئی، جنکے بڑے بیٹے منیر احمد بٹ صاحب بمع فیملی ہالینڈ میں مقیم ہیں، ظہیر احمد صاحب گوجرانوالہ اور تنویر احمد بٹ صاحب ربوہ میں ہوتے ہیں۔

کوٹلی افغاناں کے میاں علم دین کشمیری صاحب کے دو بیٹے میاں احمد دین اور میاں اللہ دتہ تھے۔ میاں احمد دین صاحب کوئٹہ میں رہائش پذیر ہو گئے، میاں اللہ دتہ صاحب کا انتقال کوٹلی افغاناں میں ہؤا اور یہاں ہی دفن ہوئے۔میاں محمد فیروز صاحب ولد غلام محمد صاحب بنیادی طور پر کالا ضلع جہلم سے ہیں۔آپکی والدہ کی کوٹلی افغاناں کے میاں علم دین کشمیری صاحب سے یہ دوسری شادی تھی۔آپکے بیٹے عبدالرشید صاحب جوانی میں فوت ہو گئے تھے۔

ریکارڈ سے ہمیں موونگ میں ایک اور شخصیت میاں اللہ دتہ صاحب کشمیری کا نام ملتا ہے۔آپکے والد کا نام چمن تھا اور بھائی کا نام محمد عرف مہندا جو کہ غیر احمدی رہے۔ میاں اللہ دتہ صاحب کشمیری ایک مخلص احمدی تھے۔ایک جگہ پر یوں درج ہے ”موصی نمبر 912? اللہ دتہ کشمیری 12/13 دسمبر 1948 بروز سوموار فوت ہؤا۔“ اہلیہ کا نام جنت بی بی تھا۔ میاں اللہ دتہ صاحب کشمیری فرقان بٹالین میں شامل تھے۔

6۔میاں تاج دین صاحب

آپ تاجہ کے نام سے معروف تھے۔1917-18ء کے لگ بھگ بیعت کی۔آپکی بیوی طالع بی بی نے ہمیشہ بہت مخالفت کی لیکن آپ احمدیت پر قائم رہے۔تقریباً 60 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔آپکے دو بیٹوں میں سے میاں جلال دین کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔آپ ایک ہنس مکھ اور مزاح کرنے والے شخص تھے۔حال ہی میں ہمارے گاؤں کے ایک پیش امام میاں آصف ولد میاں عبدالمجید مرحوم نے آپکے غیر احمدی بیٹے غلام رسول صاحب کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا کہ متوفی کا اپنے احمدی بھائی میاں جلال دین صاحب کے ساتھ تعلق تھا۔میاں جلال دین صاحب نے بنگلور سے 1942 میں بذریعہ خط بیعت کی۔آپکو تقریباً 9 ماہ تک درویش قادیان رہنے کا موقع ملا۔آپ بفضل تعالیٰ بقید حیات ہیں۔کئی مبشر خوابیں اور خدا تعالیٰ سے تسلی آپکا سرمایہ ہے۔

ایک دفعہ غنودگی کی حالت میں یہ الفاظ ذہن میں سما گئے۔’لاتقنطوا من رحمت اللّٰہ“ اور سن 1981-82ء میں یہ الفاظ دل میں بیٹھ گئے ”تغنی من جوع“۔ اُن دنوں مالی حالات کمزور ہونے کی وجہ سے پریشان تھے۔اس کے بعد بفضل تعالیٰ بھوک دور ہو گئی اور دن بدن بہتری ہوتی گئی۔سانحہ میں آپکے چھوٹے بیٹے ساجد منیر صاحب شدید زخمی ہوئے اب خدا کے فضل سے رُو بصحت ہیں۔

7۔راجہ سردار خاں صاحب، راجہ خان محمد صاحب اور روشن خاں صاحب

راجہ سردار خاں صاحب اور راجہ خان محمد صاحب کے والد کا نام احماں تھا جو کہ نمبردار تھے۔غالب خیال ہے کہ راجہ سردار خاں صاحب نے راجہ پھلاّ سے پہلے بیعت کی ہے۔آپ نیک فطرت شخص تھے اور پکّے نمازی تھے۔کسی کی فصل کو نقصان نہ پہنچانے کی نیت سے بکری تک کو ”چھکّا“ چڑھا کر رکھتے۔ہمیشہ فجر کی نماز کے بعد درس قرآن سن کر ڈیرہ پر جاتے۔آپکے بیٹے راجہ بہادر خاں صاحب، موصی تھے اور لمبا عرصہ سیکرٹری مال رہے۔جن کے چھوٹے بیٹے حافظ ظہور احمد مدثر صاحب کو مربی سلسلہ کے طور پر سابقہ روسی ریاست کرغستان میں سلسلہ کی خدمت کی سعادت حاصل ہے۔ بہادر خاں صاحب نے اپنی روایت میں لکھوایا ”کھدریالہ میں مرزا مراد بیگ کے ہاں بعد میں شادی ہوئی۔مرزا صاحب بڑے قابل آدمی تھے۔ مزمّل کے رشتہ کا اشارہ جب انہوں نے کیا تو میں نے فوراً قبول کر لیا کہ کہیں خدا کی ناراضگی نہ ہو۔کوئی تحقیق یا کسی قسم کی جستجو نہیں کی۔“ ہمارے گاؤں میں پہلے انجینئر مکرم محمود احمد صاحب ابن راجہ بہادر خاں صاحب ہیں جو کہ بمع فیملی جارجیا امریکہ میں مقیم ہیں۔آپکے ایک بھائی ڈاکٹر مسعود احمد صاحب ہیں جنہیں سانحہ موونگ میں زخمیوں کی خدمت کا موقع ملا۔حادثہ کے فوراً بعد آپ نے فون پر امارت ضلع، ہسپتال اور پولیس کو اطلاع دی۔

راجہ خان محمد صاحب نے 1941ء میں بیعت کی۔جبکہ آپکے تین بیٹوں بشیر احمد، محمد اشرف اور نصراللہ خاں صاحبان نے اگلے سال 1942ء میں بیعت کی۔آپ اپنے علاقہ کی ایک بااثر اور سرکردہ شخصیت تھے۔اپنے زمانہ میں راجہ خان محمد، چوہدری خوشی محمد کُلاّ، کاشی رام اور چوہدری جھنڈا بھول اس علاقہ میں کافی اثر و رسوخ والے لوگ تھے۔اوّل الذکر دونوں کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔سانحہ موونگ میں راجہ خان محمد صاحب کے 5 پوتے زخمی ہوئے یعنی بشارت احمد صاحب ولد راجہ بشیر احمد صاحب، قمر شہزاد و ابوہریرہ پسران راجہ نصراللہ خاں صاحب، ساجد محمود و عرفان اشرف صاحبان پسران راجہ محمد اشرف صاحب مرحوم جبکہ ایک اور پوتا حمزہ طاہر بھی نماز میں شریک تھا۔راجہ ظفراللہ خاں ولد راجہ بشیر احمد صاحب مرحوم اتنی دور بیٹھ کر عاجز کو، اپنے احمدی بھائی کے درد کو محسوس کیا اور درد دل سے خدا کے پاک گھر میں دعا کرنے کا وعدہ کیا۔خانہ کعبہ کے سائے میں مانگی گئی یہ دعا قبول ہو۔یہ یادداشتیں لکھنے میں راجہ خان محمد صاحب کے ایک اور پوتے راجہ عبدالمومن صاحب (مقیم جرمنی) کا بہت اصرار شامل ہے۔

روشن خاں صاحب ولد اللہ داد صاحب بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اپنے خاندان کے باقی احباب کی طرح احمدیت کو قبول کرنے میں جلدی کی۔آپکے بیٹے غلام رسول صاحب نمبردار ہیں اور موونگ بھی یہی واحد احمدی نمبردار ہیں۔فائرنگ کے وقت نمبردار صاحب نماز میں شامل تھے اور آپکا پوتا عمر فاروق ولد راجہ فاروق احمد صاحب زخمی ہؤا اور چند دنوں بعد اپنے والد کے پاس کینیڈا چلا گیا۔راجہ ریاض احمد صاحب ولد راجہ غلام رسول صاحب موونگ میں ہی کاشتکاری کرتے ہیں اور باپ کی طرح معاملہ فہم ہیں۔سانحہ موونگ والے دن نمبردار صاحب کے پانچ نواسے بھی نماز میں شامل تھے یعنی طیب، رضا اور طلحہ صاحبان۔ بلال احمد ولد محمد افضل اور ممتاز احمد ولد افتخار احمد۔فائرنگ میں بلال احمد معمولی زخمی ہوئے جب کہ باقی چاروں بچّے زخمی ہونے سے بچ گئے۔

8۔راجہ فضل احمد عرف راجہ پھلاّ

آپ نے غالباً 1918-20ء میں بیعت کی۔آپ اول المبائعین میاں امام دین صاحب اور میاں عبداللہ صاحب کے توسط سے احمدی ہوئے۔آگے انکے توسط سے ان کے کئی رشتہ دار بھی احمدی ہو گئے اور

باجماعت عبادت کیلئے ایک چھوٹی سی مسجد بھی احمدیوں کومل گئی۔یہی اب مسجد بیت الحمد احمدیہ ہے۔کچھ عرصہ کیلئے آپکی برادری کے دارامیں مولوی صدرالدین صاحب نے مکتب بھی کھولے رکھا تھا۔راجہ پھلاّ علاقہ کی ایک با اثر شخصیت تھےاور برادری آپکااحترام کرتی تھی۔راجہ سلطان خاں کے پوتے راجہ الطاف محمودصاحب ولدراجہ احمدخاں کوشہادت نصیب ہوئی،اورشہید کا بیٹا عامرمحمودزخمی ہوا۔راجہ احمد خاں صاحب کے بڑے بیٹے راجہ ناصرمحمود صاحب ربوہ میں مقیم ہیں۔

راجہ عالم خاں مرحوم کے تین بیٹوں میں سے راجہ غلام رسول صاحب پنشنر احمدی تھےلیکن آپکی کوئی اولادنہ تھی،جبکہ ناصراحمد کھوکھر صاحب کے والدراجہ غلام محمد صاحب کا جنازہ انکی وصیت کے مطابق جماعت نے پڑھا۔جس ہال میں فائرنگ ہوئی اس کی جگہ 2002ء میں ناصر صاحب نے صدر انجمن احمدیہ کے نام کروائی تھی۔سانحہ مونگ کے سلسلہ میں عامرمحمود ولد ارشد محمود صاحب پرانسداددہشت گردی کی عدالت میں مقدمہ چل رہاہے۔ضعیف العمر راجہ اللہ بخش صاحب اپنے والدراجہ خدابخش صاحب کے اکلوتے بیٹے ہیں۔خداحق کرے اورمظلوموں کا بدلہ خود لے۔اورہم مونگ کے احمدیوں کو خصوصی طور پرکم ازکم حضور کے سانحہ مونگ سے متعلقہ خطبہ جمعہ کی زریں ہدایات پرعمل کرنے کی توفیق ہوکہ اس سے ہی مشکلیں آسان ہوں گی۔

9۔راجہ اللہ دتہ صاحب

راجہ اللہ دتہ صاحب ولد محرم کی پیدائش1895ء کی تھی۔ بیعت1925ء میں کی۔آپکی شادی رسولاں بی بی صاحبہ بنت میاں سردار خاں سے ہوئی۔جوکہ ایک مخلص احمدی خاتون تھیں۔تین بیٹے محمد خاں،محمد اشرف اور محمد افضل ہیں۔ان میں سے راجہ محمد اشرف صاحب کومحض خدا کے فضل سے شہادت کارتبہ ملا۔ایک بیٹی ذکیہ سلطانہ صاحبہ بیوہ راجہ علی اصغرصاحب مرحوم لجنہ اماء اللہ کی مخلص ممبر ہیں۔راجہ محمد خاں صاحب کے بیٹے راجہ عبدالمجید صاحب سانحہ مونگ میں شہادت پاکر ابدی زندگی پا گئے اور پوتے عدنان احمد شدید زخمی ہوئے۔راجہ محمد اشرف صاحب شہید کے بیٹے راجہ عابد محمود جوکہ ساؤتھ افریقہ سےچھٹی آئے ہوئے تھے،کوبھی اپنے والد اور کزن کی طرح شہادت نصیب ہوئی۔اس طرح راجہ اللہ دتہ صاحب مرحوم کے خاندان سے تین شہادتیں ہوئیں اورایک پڑپوتازخمی ہوا۔

10۔چوہدری روشن خاں گھگھ

آپکے والد کا نام وزیرخاں تھا۔آپکی پیدائش 1902ء کی ہےاور79 سال کی عمرمیں وفات پائی۔آپ میاں روشن دین صاحب کی صحبت کا نیک اثرقبول کرتے ہوئے احمدی ہوئے۔جس پرآپکی والدہ نے بہت مخالفت کی۔اس بناء پرایک ہندو سے سات روپے سات آنے ادھار لے کرمونگ سے چل پڑے۔قادیان سے رقعہ لیکرڈاکٹر اعظم صاحب کے پاس گجرات آئے اورجیل پولیس میں بھرتی ہوگئے۔آپکا رشتہ تیسری یا چوتھی پشت پرصحابی حضرت مسیح موعود چوہدری عمربخش گھگھ صاحب سے جاملتا ہے۔آپکے بیٹے چوہدری محمد سعید گھگھ جن کا رشتہ ماسٹر حامد علی صاحب بھکّر نے مشرقی پنجاب سے آئی ہوئی فیملی میں سیّدہ مبارکہ بیگم صاحبہ بنت سراج الدین عباسی سے کروادیا۔چوہدری روشن خاں صاحب صرف چار جماعت پاس تھےلیکن دین کی باتوں سے مناسب واقفیت رکھتے تھے۔ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا کہ وہ بہت انہماک سےنمازادا کیا کرتے تھے۔

چوہدری محمد سعید صاحب المعروف سعی گھگھ کی تاریخ پیدائش1924ء ہے۔1940ء میں ساتویں جماعت سے تعلیم چھوڑ دی اور 1942ء میں ریلوے پولیس میں بھرتی ہوگئے۔مونگ میں کچھ عرصہ دکان بھی بنائے رکھی۔جماعت کے سیکرٹری مال بھی رہے۔آپ اپنے باپ کی طرح ایک مخلص احمدی تھے۔سانحہ مونگ میں اس گھرسے ایک خوبرونوجوان احمد وحید عرف نوید احمد شہید ہوا۔جبکہ والداور بھائی زخمی ہوئے۔

11۔میاں فتح محمد صاحب مہاجر

آپکے والد کا نام عبدالحق تھا۔قوم شیخ انصاری۔ شہر سامانہ، محلّہ وڑائچاں،تحصیل بھوانی گڑھ،ریاست پٹیالہ۔ شناختی کارڈ کے مطابق پیدائش 1917ء۔ عین جوانی میں 18 سال کی عمر میں اندازاً 1935ء میں اپنے دوست ظفرالسلام مرحوم مہاجر مقیم لیّہ کے ساتھ مبشرخوابوں اور حیرت انگیز واقعات کی بناء پراحمدیت قبول کی۔تقسیم ہند کے بعدہجرت کرکے کچھ عرصہ منشی محلّہ منڈی شہر میں رہے،پھرمونگ آگئے۔پہلے دن سےلیکرمرتے دم تک رضا کارانہ طور پرمسجد میں اذان دینے کی ڈیوٹی پابندی وقت کے ساتھ نبھائی۔اس زمانہ میں لاؤڈسپیکر نہ تھے۔کئی میل دور دریا کے اس پار بھی احمدی،غیر احمدی سب آپکی اذان سن کر روزہ افطارکیا کرتے۔خاکسار بڑے وثوق کے ساتھ اور بلاتامّل یہ کہہ سکتا ہے کہ میاں فتح محمد مرحوم نےکبھی کوئی نماز قضاءنہیں کی۔محترمہ نورجہاں صاحبہ کے ساتھ35 سال کی رفاقت رہی، وہ غالباً1988ء میں فوت ہوگئی تھیں۔جب تک صحت نے اجازت دی اپنی دکان چلاتے رہے۔آجکل کے زمانہ میں ان میاں بیوی جیسا ایماندار،غریب پروراور احساس رکھنے والا دکاندار بہت کم ہوگا۔یہ لوگ سچے مومن اور بے لوث لوگ تھے۔دونوں میاں بیوی مونگ میں مدفون ہیں۔دونوں میاں بیوی بڑے شوق سے مرکز سے آئے ہوئے نمائندگان کی ساری عمر خاطر مدارت کرتے رہے۔آپکی کوئی اولاد زندہ نہ رہی۔میاں فتح محمد صاحب مہاجرمؤذّن مسجد بیت الحمد مونگ کافی معمّر ہوکر فوت ہوئے۔

12۔چوہدری غلام محمد منج

آپکے والد کا نام جمعہ تھا۔آپ1908ء میں پیدا ہوئے۔بیعت 1953ء میں کی۔سید حیدر شاہ صاحب کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں آپکو ایک مبشر خواب کی بدولت احمدیت کی لازوال دولت نصیب ہوئی۔جب شاہ صاحب کے ساتھ گفتگو کرتے کچھ عرصہ گزرگیاتو ایک دن کسی کام سے انکے گھر آنا ہوا،کمرہ میں داخل ہوتے ہی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کےفوٹوکودیکھ کرزور سے شاہ صاحب کوکہا کہ یہی تو وہ بزرگ ہیں جنھیں میں نے کچھ دن قبل خواب میں دیکھا تھا۔آپ معاملہ فہم شخص تھےجسکی بناء پرلوگ آپکااحترام کرتے تھے۔آپ نے اپنی برادری میں اکیلے احمدی ہونے کے باوجود خوب استقامت دکھائی۔مکرم ممتازعلی خاں منج عرف متعلّی خاں آپکے بڑے بیٹے ہیں اور سانحہ مونگ میں زخمی ہونے کی سعادت پائی۔آپ سانحہ مونگ کے مقدمہ میں مدعی بھی ہیں۔چوہدری غلام محمد منج کے چھوٹے بیٹے نذیراحمد طاہر صاحب ہیں جوکہ بیرون ملک ملازم ہیں۔

13۔راجہ محمد خاں وراجہ احمد خاں پسران راجہ مصری خاں

یہ دونوں بھائی بھی اسی دور میں احمدی ہوئے جب روشن خاں ولد اللہ داد صاحب نے بیعت کی۔محمد خاں صاحب مرحوم کے ایک ہی بیٹے ہیں ظفر اقبال صاحب،جن کے سب سے چھوٹے بیٹے لہراسب خاں صاحب سانحہ مونگ میں شہید ہوئے۔راجہ احمد خاں صاحب مرحوم کا بھی ایک ہی بیٹا ہےظفراللہ خاں جو کہ آجکل بسلسلہ روزگار بیرون ملک گیا ہوا ہے۔راجہ احمد خاں صاحب کوبڑھاپے میں ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا ہے،اچھاقدوقامت رکھتے تھے۔باقاعدگی سے فجر کی نماز میں شامل ہوتے اوراس کے بعد اپنی گھوڑی پرسوار ہوکر ڈیرہ پر جاتے۔راجہ احمد خاں مرحوم نے بفضل تعالیٰ رکھ رکھاؤ سے اپنی زندگی گزاری۔راجہ مصری خاں بھی احمدی تھے۔

14۔ابتدائی دور کے دیگر احباب کا ذکر

رجسٹر مولوی صدرالدین صاحب سے ہمیں کچھ مزید معلومات بھی ملتی ہیں۔اس رجسٹر کی ایک لسٹ سے میں استفادہ کررہا ہوں۔ یہ لسٹ60-1954ء کی معلوم ہوتی ہے۔

1۔کوٹلی افغاناں سے احمد ولد کاکو آرائیں بھی احمدی تھے۔آپکی اہلیہ کا نام عائشہ تھا۔

2۔کوٹلی افغاناں سے ہی محمد خاں ولد صاحبو آرائیں کا خاندان بھی احمدی تھا۔میرے تایا مرزا خاں گُلا کی اہلیہ بیگماں بی بی مرحومہ ان کی بیٹی تھیں۔

3۔کوٹلی افغاناں سے تیسرا گھر غلام رسول صاحب ٹیلر ماسٹر صاحب کا تھا۔باقی افراد میں انکی اہلیہ اقبال بیگم کے علاوہ عمرعلی،رشیدعلی اورناصرعلی کے نام تحریر ہیں۔

4۔مونگ میں میاں امام دین کشمیری اور انکی اہلیہ دونوں میاں بیوی اچھے مخلص احمدی تھے۔

5۔مونگ میں ہی راجہ روشن ولد قطب احمدی تھے،انکی اہلیہ بہشتاں بی بی صاحبہ بنت عالم دین غیر احمدی تھیں لیکن اچھی دیندار خاتون تھیں۔مباہلہ کوٹلی افغاناں میں آپکا نام شامل ہے۔بفضل تعالیٰ بہت مخلص احمدی تھے۔

6۔مونگ میں بابا کالا خاں مرحوم ایک نہایت ہی مخلص احمدی تھے۔آپکے والد کا نام اللہ دتہ تھا۔سید حیدر شاہ صاحب کے توسط سے 1960ء میں بیعت کی،نماز روزے کے اچھی طرح پابند تھے۔تقریباً 90 سال کی عمر میں جنوری1981 میں وفات پائی۔

7۔مونگ میں راجہ مرزا خان صاحب ولدصاحب دین نے بھی اس دور میں بیعت کی۔آپ 1960 میں فوت ہوئے۔

8۔۔میاں احمد دین مرحوم (پیشہ موچی) ولد پیراں ایک مخلص احمدی تھے۔آپ پڑھے لکھے اور ذہین آدمی تھے۔داداجان نے جب کبھی بھی حضرت صاحب کو دعائیہ خط لکھوانا ہوتا تو یہ ڈیوٹی بڑے احترام سے میاں احمد دین ہی ادا کرتے تھے۔

9۔مولا داد ولد لہنہ (ماچھی) بھی ایک مخلص احمدی تھے۔اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔آپ شروع میں ہی قادیان چلے گئے۔قیام پاکستان سے قبل ایک دفعہ واپس مونگ غیراحمدی رشتہ داروں سے ملنے آئےلیکن حوصلہ افزا رویہ نہ ملنے پر قادیان چلے گئے۔ غیر شادی شدہ تھے۔قادیان میں برتنوں کی مرمت ذریعہ معاش تھا۔آپ قادیان میں ہی مدفون ہیں۔

سانحہ مونگ

دستِ عزرائیل میں مخفی ہےسب رازِ حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہےشراب زندگی

7/ اکتوبر 2005ء بمطابق 2/ رمضان المبارک1426 ھجری جمعہ کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس دن مونگ کے جانثاران احمدیت صبح سحری کرکے نماز فجر کی ادائیگی کے لئے خانہءخدامیں اکٹھے ہوئے۔وہ اس بات سے بےخبر تھے کہ ابھی تھوڑی دیر میں ان پر کیا قیامت ٹوٹنے والی ہے۔رمضان المبارک کی آمد کی وجہ سے نماز فجر کا وقت تبدیل کرتے ہوئے آج قدرے جلدی نماز شروع ہوئی۔دوسری رکعت کے لئے جب امام صاحب مکرم سید صادق احمد شیرازی صاحب سورۃ الحشر کی آخری آیت پر پہنچے تو اچانک فائرنگ شروع ہوگئی اورنمازی چشم زدن میں خون میں لت پت ہوگئے۔فائرنگ کرنے والوں دونوں بدبختوں،یاکم ازکم ہمیں دومختلف قسم کی فائرنگ کی آوازسنائی دی،نے نمازیوں کے عقب میں (نئی اور پرانی مسجد کے درمیانی دروازے میں کھڑے ہوکر) دو برسٹ مارے،ایک لگاتار تھااوردوسرے کی گولیاں وقفے وقفے سے نکالی گئیں۔ یہ ساری کارروائی چند سیکنڈ میں مکمل کرنے کے بعد دونوں بزدل باہرکو بھاگے اوراپنے تیسرے ساتھی،جو کہ موٹرسائیکل کوسٹارٹ حالت میں مسجد سے باہر مین گلی میں لئے کھڑا تھا، کے ساتھ بیٹھ کرفرار ہوگئے۔اوراس دوران میں ہماری جماعت کے ایک احمدی ڈاکٹر مسعود احمد صاحب جوکہ ایک غیراحمدی مریض کودیکھ کرمسجد کی طرف آرہے تھے، نے تینوں نقاب پوش مجرموں کو دیکھا۔مجرموں نے جاتے ہوئے ہوائی فائرنگ کی۔نہایت منصوبہ بندی سے فائرنگ کے وقت کا انتخاب کیا گیا کہ اکثرنمازی مسجد میں داخل ہوچکے تھے۔رمضان کی آمد کی وجہ سے نماز فجر کا وقت پہلی دفعہ تبدیل ہوا تھا اور اس دن نمازیوں کی تعداد بھی کافی تھی۔کل 37 نمازیوں میں سے8 شہید ہوئے اور 16 زخمی ہوئے گوکہ وہ ظالم ان 37 نہتے نمازیوں کو جوکہ قبلہ رخ کھڑے تھے کواپنے حساب سے ختم کرکے جارہے تھے۔خدانے معجزانہ طور پرباقی 13افرادکومحفوظ رکھا۔چند گھنٹوں بعد لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے خطبہ جمعہ فرمودہ7 اکتوبر 2005میں آج کے اس اندوہناک واقعہ کا ذکر کرتے

بقیہ صفحہ نمبر12 پر ملاحظہ فرمائیں

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بقیہ از صفحہ نمبر 11 مونگ میں احمدیت کا آغاز تعارف اور تاریخ

ہوئے جماعت کو صبر کی تلقین فرمائی اور مغفرت کی دعا فرمائی۔

8/ اکتوبر کو ملک کے شمالی علاقوں میں شدید زلزلہ آیا۔ یہاں کھاریاں زلزلہ کے وقت ایک عجب اظہار ہوا۔ میں فرسٹ فلور خصوصی وارڈ میں تھا کہ 8 بج کر 52 منٹ پر زلزلہ کے جھٹکے لگے۔ میرے پاس ڈیوٹی پر سٹاف نرسز کے علاوہ چوہدری عزیز احمد صاحب تھے۔ سول انجینئر ہونے کے ناطے میں نے اندازہ لگایا کہ اس کی duration اور intensity کافی زیادہ ہے۔ نرسوں کو کہا کہ سب یہاں سے چلے جاؤ، میرے باہر نکلنے کا ٹائم نہیں۔ ایک نرس نے کہا کہ جس خدا نے کل آپ کو مونگ میں محفوظ رکھا، یہاں بھی محفوظ رکھے گا باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ سی ایم ایچ کے سارے بلاک گر سکتے ہیں لیکن یہ بلاک جس میں آپ ہیں نہیں گرے گا۔ ایک غیر مذہب کی نرس کے یہ الفاظ صداقت احمدیت کا غیر مبہم اظہار تھے۔

سب سے بڑھ کر میرے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا از راہ شفقت ہم تمام زخمیوں کی حالت کے بارے میں مسلسل آگاہی رکھی۔ خاکسار کو باقاعدگی سے بذریعہ فیکس و خطوط حضور کی خدمت میں حاضری کا موقع ملتا رہا۔ آپ کے ہر خط نے ہمت بڑھائی، ایک نیا ولولہ اور حوصلہ عطا کیا۔ مہربان خدا نے ہمیں ''تعجب انگیز قیادت'' دی ہے، اس کی جتنی بھی قدر کریں کم ہے۔ خدا ہماری نسلوں کو بھی دین حق و خلافت احمدیہ کا حقیقی عاشق بنائے رکھے کہ اس غلامی اور اطاعت میں ساری برکت ہے۔

حسن معاشرت کا ایک حسین انداز

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا بیان

فرمودہ ایک واقعہ: ''ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور با ایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے''

(الحکم 17 جنوری 1900ء ص 4)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کے 24 ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

(رپورٹ: بشیر احمد طاہر)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا 24 واں جلسہ سالانہ یکم تا تین ستمبر بمقام زیورک منعقد ہوا۔ الحمد للہ۔ جس کے لئے محترم ولید طارق ترنوٹسر صاحب امیر جماعت ہائے سوئٹزرلینڈ نے تین افسران پر مشتمل کمیٹی تشکیل فرما دی تھی۔ افسر جلسہ سالانہ مکرم ڈاکٹر قاضی شمیم احمد صاحب، افسر جلسہ گاہ مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ اور مکرم مظفر احمد صاحب کرامت افسر خدمتِ خلق نے اپنے اپنے مفوضہ کام کو سنبھالا اور اپنے زیرِ نگرانی پانچ نائب افسران اور 45 کے لگ بھگ ناظمین شعبہ جات کے ساتھ تن دہی سے مہمانانِ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت با احسن سرانجام دی۔

یکم ستمبر کو نمازِ جمعہ مسجد محمود زیورخ میں مکرم عبدالباسط صاحب طارق مبلغِ سلسلہ از جرمنی نے پڑھائی۔ آپ کا خطبہ جمعہ جرمن زبان میں موجودہ حالات کے پیشِ نظر تربیتِ اولاد پر تھا۔ نمازِ جمعہ کے بعد حضورِ انور کا Live خطبہ جمعہ MTA کے ذریعہ حاضرین نے براہ راست سُنا۔

افتتاحی اجلاس:

جلسہ سالانہ کا باقاعدہ افتتاحی اجلاس ساڑھے تین بجے سہ پہر مکرم عبدالباسط صاحب طارق نمائندہ حضورِ انور کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم ولید طارق ترنوٹسر صاحب امیر جماعت نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تکالیف اور قربانیوں کا ذکر فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمبی حدیث کا بھی حوالہ دیا۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا بھی حوالہ دیا۔ دوسری تقریر خاکسار بشیر احمد طاہر کی ''نصرتِ الٰہی ہستی باری تعالیٰ کا زندہ ثبوت ہے'' کے موضوع پر ہوئی۔ خاکسار نے قرآنِ مجید میں بیان کردہ حالات و واقعاتِ انبیاء کی روشنی میں متفرق ملت و اقوام کا ذکر کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے روشن نشانات کا ذکر کیا اِسی طرح اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے بروز مامور من اللہ حضرت مسیح موعود و مہدیٔ مسعود علیہ السلام کی تائید اور اسی طرح آپ کی جماعت کی حمایت میں اللہ تعالیٰ کے بارش کی مانند نازل ہونے والے واقعات کو بیان کیا۔

خاکسار کی تقریر کے بعد ضروری اعلانات و دعا کے ساتھ پہلے دن کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ پہلے دن کے جلسے کی کارروائی کا انعقاد مسجد محمود زیورک میں ہوا۔

2/ ستمبر 2006ء

جلسہ سالانہ کے اگلے دو دن کے لئے زیورک کے نواح میں ایک نہایت ہی خوبصورت سرسبز و شاداب پہاڑی کے دامن میں اور جھیل کے کنارے ''فورخ'' نامی جگہ پر واقع وسیع و عریض سپورٹس کمپلیکس کرایہ پر لیا گیا تھا جہاں ہر قسم کی جدید سہولیات میسر تھیں۔ عورتوں کی جلسہ گاہ کے لئے علیحدہ ہال تھا۔ مردانہ جلسہ گاہ میں باقاعدہ سٹیج و کرسیاں پہلے سے ہی لگی ہوئی تھیں جبکہ نمازوں وغیرہ کے لئے وسیع ہال نچلے حصہ میں تھا۔ رات ٹھہرنے کی سہولت کے ساتھ ساتھ وضو اور غسل کے لئے صاف ستھرے غسل خانے بھی کافی تعداد میں میسّر تھے۔ خدام و انصار نے مل کر جمعہ کی شام سے لے کر صبح تک جلسہ گاہ تیار کر لیا۔

اجلاسِ اوّل:

مردانہ جلسہ گاہ میں کارروائی کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے زیرِ صدارت مکرم نصیر احمد صاحب شاہد مبلغ انچارج بیلجیئم ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم نعیم اللہ صاحب نے ''نماز تمام سعادتوں کی کنجی ہے'' کے موضوع پر تقریر کی۔ قرآنِ مجید، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاءِ احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں نماز با جماعت کی اہمیت و افادیت کا ذکر کیا اور برکات و فیوض سے بھرے ارشادات و ملفوظات اور مؤثر پند و نصائح پڑھ کر سُنائے۔

دوسری تقریر برادرم مکرم محبوب الحق کمسٹرال صاحب کی جرمن زبان میں تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع ''بہبودِ انسانیت میں ہمارا مؤثر کردار'' تھا۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم ڈاکٹر قاضی شمیم احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ کی تقریر بر موضوع ''زکوٰۃ تطہیرِ اموال کا ذریعہ ہے۔'' ہوئی۔ آپ نے قرآنِ مجید، احادیث اور سیدنا مسیح موعود و مہدی مسعودؑ کے ارشادات بیان فرماتے ہوئے اس کی اہمیت کا ذکر فرمایا کہ اسلام نے کس طرح تقسیمِ اموال میں غرباء و مساکین کی ضروریات اور ان کے احساسات و جذبات اور عزتِ نفس کا خیال رکھا ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان میں اس کا چوتھا نمبر ہے۔ آپ نے احباب کو خاص کر مستورات کو کہ جن کے پاس کم و بیش سونے چاندی کے زیورات ہوتے ہیں ان کی زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید کی۔

آپ کی تقریر کے بعد اردو زبان میں سوال و جواب کی عام محفل تھی جس میں احباب نے علمی، تربیتی اور دینی امور سے متعلق سوالات کئے جن کے جوابات مربیان (مکرم عبدالباسط طارق صاحب، مکرم نصیر احمد شاہد صاحب، اور مکرم صداقت احمد صاحب) نے تسلی بخش دیئے۔

اجلاس دوئم:

نمازِ ظہر و عصر کے بعد دوسرا اجلاس سہ پہر تقریباً تین بجے زیرِ صدارت مکرم محمد ناظم خاں صاحب غوری آف یو۔ کے ہوا۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم عبدالوحید صاحب وڑائچ نے اردو میں تقریر فرمائی۔ آپ نے ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت عبدِ کامل'' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے آپ کا عبد کامل ہونا ثابت کیا۔ آپ نے عبد کے معنے واضح کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کا عشقِ الٰہی اور صفاتِ باری تعالیٰ میں رنگین ہونے کی مثالیں بیان کیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور آپؐ کے عجز و نیاز کو بیان کیا۔ اس کے بعد مکرم نصیر احمد صاحب شاہد نے ''نظامِ وصیّت ہی نظامِ نو ہے'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اور سیدنا مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کے ملفوظات و ارشادات کی روشن اور واضح تحریرات پڑھ کر سنائیں۔ اور احبابِ جماعت کو اس نظامِ نو کی بنیادوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے اس میں شامل ہو کر ممد و معاون بننے کی تحریک کی۔ کیونکہ اس کی بنیادی اینٹ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منشائے الٰہی کے تحت 1905ء میں رکھی تھی۔

آج کے دن 2/ ستمبر کو پہلے اجلاس کی کارروائی کے لئے لجنہ نے صبح 10:30 بجے سے 11:30 بجے تک علیحدہ دو تقاریر کا پروگرام رکھا ہوا تھا۔ ایک تقریر ''آخری زمانے کی پیشگوئیاں'' جرمن زبان میں مکرمہ مریم اَوفی اوبو صاحبہ کی تھی جبکہ دوسری تقریر اردو میں ''راست گوئی انسان کا ایک اہم وصف'' کے موضوع پر مکرمہ شریفہ رحمان نے کی۔ اس کے علاوہ بقیّہ کارروائی مردانہ جلسہ گاہ سے براہِ راست لجنہ ہال میں سُنائی اور دکھائی گئی۔ ۔ مردانہ اجلاسِ دوئم کے بعد ساڑھے چار بجے نومبائعین کی بھی ایک تربیتی نشست ہوئی جس میں محترم امیر صاحب اور مربی سلسلہ مکرم صداقت احمد صاحب نے شرکت فرمائی۔

3/ ستمبر 2006ء

3/ ستمبر کو تیسرا اجلاس صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوا۔ صدارت مکرم ڈاکٹر قاضی شمیم احمد صاحب نے فرمائی۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم عبدالباسط صاحب طارق نمائندہ حضورِ انور نے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر جرمن زبان میں تھی۔ آپ نے دلائل، حقائق اور تاریخی واقعات کی روشنی میں ثابت کیا کہ اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے۔ آج کل جو اسلام کے خلاف تصور اُبھرا ہے حقیقت سے اس کا دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اسلام امن چاہتا ہے نہ کہ اسلحہ سے جنگ و جدل۔ آج کے دور میں صرف احمدیت ہی اسلام کو پُر امن ذرائع سے پھیلانے کا علم بلند کئے ہوئے ہے۔ آنحضرت ﷺ رحمت للعالمین تھے۔ اسلام خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے دلوں میں اطمینان پیدا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ نہ کہ دنیاوی مادی دوڑ میں

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

قلبی و ذہنی بے اطمینانی اور ایک آگ کی سی کیفیت پیدا کر لی جائے۔اسلام ہر مذہب و ملت کا احترام سکھاتا ہے۔حتیٰ کہ بتوں کو بُرا بھلا کہہ کر گالی دینے سے بھی منع کرتا ہے۔تمام انبیاء کی عزت واحترام لازمی سکھاتا ہے۔کیونکہ سب انبیاء خدائے واحد کی طرف سے تھے اور خدائے واحد کی طرف بُلاتے تھے۔آپ کی جرمن تقریر کے بعد (جس کا خلاصہ اردو میں آپ نے ہی بیان کر دیا تھا) مکرم مرزا عثمان بیگ صاحب نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ قرآن'' کے موضوع پر اردو میں تقریر کی۔ خدا اور اُس کے رسول کے عاشقِ صادق کی زندگی کے واقعات وحالات بیان کئے جن سے آپ کا قرآنِ مجید سے محبت ولگاؤ والہانہ رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔سفر وحضر میں قرآنِ مجید پر تدبر کرنا آپ کا پسندیدہ شغل تھا۔

تیسری تقریر مکرم صداقت احمد صاحب مبلغِ سلسلہ کی حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت وسوانح پر تھی۔آپ نے حضرت عمرؓ کے ابتدائی حالات بھی بیان کئے۔اور حسب نسب کے لحاظ سے آپ کا خاندان خطابت و سفارت کے لئے مشہور تھا۔آپ آنحضرت ﷺ کی دُعا سے مشرف با اسلام ہوئے۔ بڑے جری وبہادر ہونے کے ناطے آپ کے اسلام لانے سے آنحضرت ﷺ کو جہاں بے حد خوشی ہوئی وہاں مسلمان کُھل کر خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنے لگے۔آپ کے صائب الرائے ہونے کی وجہ سے کئی بار الہامِ الٰہی آپ کی تائید میں ہوتا تھا۔آپؓ میں عجز وانکساری بھی بے حد تھی۔خوفِ خدا سے ہمیشہ فرماتے کہ خدا تعالیٰ حساب نہ لے۔بیت المال کی حفاظت ذاتی طور پر فرماتے۔ انتظامی معاملات میں کئی نئی اصلاحات کیں۔کئی محکمے قائم فرمائے۔عدل وانصاف میں کسی امیر غریب وچھوٹے بڑے کا لحاظ نہ رکھتے بلکہ عدل کے تقاضے پورے فرماتے۔فاضلِ محترم کی تقریر کئی تاریخی اور ایمان افروز واقعات کو جامع الفاظ میں لپیٹے ہوئے تھی۔حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ گو ساڑھے دس سال تھا۔تاہم آپ کے دَور میں اسلام بہت سے ممالک میں پھیل چکا تھا۔آپ نے 63 سال کی عمر میں ایک ایرانی غلام ابولُولُو کے حملہ سے شہادت پائی۔

اس کے بعد پاکستان سے آئے ہوئے شدید زخمی کیپٹن محمد ایوب گُلّہ خدام کی مدد سے سٹیج پر لائے گئے۔آپ سانحہ مونگ میں زخمی ہوئے تھے اور ابھی تک ٹانگ سوجی ہوئی ہے اور وزن برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتی۔اُن کو دیکھتے ہی ہال نعرہ ہائے تکبیر، اسلام زندہ باد، پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مرزا غلام احمد کی جے، خلافتِ احمدیہ، شہیدانِ احمدیت، اسیرانِ راہِ مولا کے نعروں سے گونج اُٹھا۔محترم گُلّہ صاحب نے بڑے جذبات اور درد بھرے مگر ایمان وایقان سے لبریز جامع الفاظ میں سانحۂ مونگ میں شہدائے احمدیت اور زخمیوں کے آنکھوں دیکھے واقعات بیان کئے اور بعض دفعہ جذبات سے مغلوب ہو کر اُن کی آواز بھرّا جاتی۔اور باوجود باکمال صبر وضبط کے بشری تقاضے کے تحت آنکھوں سے آنسوؤں کا دھارا بہہ نکلتا۔آپ نے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھائی کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی سچائی سانحۂ مونگ سے واضح طور پر روزِ روشن کی طرح ظاہر وباہر ہے کہ زخموں سے چُور ہر زخمی نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے سے زیادہ دوسرے زخمی کا خیال رکھنے کا اشارہ کیا۔''صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا'' کا نظارہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔آخر میں انہوں نے انجام بخیر ہونے اور ہر قسم کی محتاجی سے بچنے کی درخواستِ دعا کی۔

اختتامی اجلاس:

جلسہ سالانہ کا اختتامی اجلاس سہ پہر 4 بجے شروع ہوا۔صدارت مکرم عبدالباسط طارق صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی مرکزی نمائندہ نے فرمائی۔تلاوت ونظم کے بعد آپ نے سورۃ الجمعہ کی آیت ''هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ۔۔۔۔الخ کی تلاوت فرما کر بتایا کہ آنحضرت کی بعثت کے چار مقاصد اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اور یہی چار اہم مقاصد آنحضرت ﷺ کی بعثتِ ثانیہ میں مسیح ومہدی موعودؑ سے پورے ہوئے ہیں۔ہم ایک دہریہ سوسائٹی میں رہ رہے ہیں جہاں مذہب سے نفرت اور خدائے واحد کی ہستی کا زبانِ حال سے انکار اور فحاشی وعریانی مہذب معاشرہ کے طور پر رائج اور پھیل رہی ہے۔ہم نے اپنے بچوں کی حفاظت خدا نما بن کر اور نشانات دکھا کر کرنی ہے۔حضور انور کے خلیفۃ المسیح بننے سے قبل بے شمار لوگوں کو آپ کے خلیفہ ہونے کی خدا تعالیٰ نے خبر دی۔آپ کے خطبات میں حکمت ہے۔زمانے میں پھیلنے بڑھنے والی بیماریوں کا شافی وکافی علاج ہے۔بچوں کو محبت وپیار سے اوامر ونواہی کی حکمت بتا کر قائل کریں۔یورپ کی سوسائٹی ایک خوبصورت بُت ہے۔مسیح پاک علیہ السلام کے روحانی خزائن سے موتی چُنیں۔سیدنا مسیح موعود علیہ السلام اِس زمانے کے حسنِ حصین ہیں۔خود بھی اور اپنی نسلوں کو بھی اِس میں قلبِ سلیم سے داخل کر کے محفوظ کریں۔وصیّت کے الٰہی نظام میں اپنے آپ کو باندھ لیں۔آپ کی تقریر بڑے جچے تلے سادہ لیکن جامع الفاظ وفقرات سے مرصع دل ودماغ میں اُترتی چلی گئی۔

آپ کی تقریر کے بعد ضروری اعلانات کے ساتھ محترم صدرِ مجلس نے اختتامی دعا کرائی۔اور جلسہ سالانہ کی کامیاب کارروائی پر سب کو مبارکباد دی۔

جلسہ سالانہ کی تمام تقاریر کا ترجمہ وخلاصہ اردو یا جرمن زبان میں ہوتا رہا۔کئی ایک دوسرے ممالک مثلاً جرمنی، اٹلی، انگلینڈ، بیلجیئم، قادیان اور پاکستان سے آئے ہوئے مہمانوں نے بھی جلسہ سالانہ کی برکات سے استفادہ فرمایا۔

کل حاضری 568 تھی جو سابقہ سالوں کی نسبت زیادہ تھی۔الحمد للہ اللھم زد فزِد آمین

❁❁❁❁❁❁

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِي نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

از بقیہ صفحہ نمبر 16 رپورٹ اجتماع مجلس انصاراللہ یو کے۔

آپ کے پیارے وجود اور آپ کی پیاری تعلیم سے پوری طرح واقف نہیں تھے۔اب حقیقت ہم پر مکمل طور پر روشن ہوگئی ہے۔ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا رب جا کر دشمن سے لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہمارا جواب وہی ہے جو مہاجرین دے چکے ہیں۔ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی۔آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور آپ کے پیچھے بھی اور دشمن ہماری لاشوں کو روندتے ہوئے ہی آپ تک پہنچ سکے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ تھا فدائیت کا نمونہ جو انصار نے آپ ﷺ کی قوت قدسی سے فیض پانے کے بعد دکھایا۔

حضور انور نے اسی طرح غزوۂ اُحد کے موقع پر اس انصاری کے اخلاص اور فدائیت سے معمور پیغام کا بھی ذکر فرمایا جو انہوں نے شدید زخمی حالت میں جام شہادت پانے سے چند لمحے قبل اپنی آخری خواہش کے طور پر دیا تھا۔انہوں نے اپنی قوم کے لئے پیغام دیا تھا کہ میں اپنے پیچھے تمہارے سپرد خدا تعالیٰ کی ایک مقدس امانت کر کے جا رہا ہوں۔میں جبتک زندہ رہا اس کی حفاظت کرتا رہا۔اب اگر میری آخری نصیحت کا پاس ہے تو اس رسول کی حفاظت کرنا۔حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ صحابہ نے جب نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا اعلان کیا تو اپنا سب کچھ اللہ اور رسول اور اس کے دین پر فدا کر دیا۔یہ نمونے ہیں جو آج انصار اللہ نے دکھانے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کے حقوق بھی ادا کرو، عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرو۔اعلیٰ اخلاق اور مالی قربانیوں کے بھی ایسے نمونے قائم کرو جو خدام کے لئے ،آپ کی بیویوں اور بچوں کے لئے مثال بن جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں تحریک جدید میں مالی قربانی کے سلسلہ میں برطانیہ کی جماعتوں کا جو جائزہ پیش کیا تھا اس کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس جائزے کو آپ کو جھنجوڑ دینا چاہئے۔ حضور انور نے تحریک جدید میں پاکستانی احمدیوں کی قربانی کا ایک دفعہ پھر نہایت تحسین بھرے کلمات میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ باوجود نامساعد حالات کے ان کی مالی قربانی میں گزشتہ سال کی مالی قربانی سے بھی اضافہ تھا اور اضافہ بھی بہت زیادہ تھا۔آپ کی اکثریت وہیں سے آئی ہے۔کیا وجہ ہے کہ جب وہاں ہوتے ہیں تو باوجود حالات خراب ہونے کے قربانیاں کرتے ہیں۔یہاں آتے ہیں تو دوسری ضروریات کا خیال آجاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جتنے بلند معیاروں تک آپ اپنی آئندہ نسلوں کو لے جانا چاہتے ہیں انہی بلند معیاروں کو سامنے رکھ کر آپ کو اپنی قربانیوں کے معیار بڑھانے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر انصار اللہ کا ایک بہت بڑا کام خلافت کی حفاظت کرنا ہے۔دعائیں کرتے ہوئے ،اللہ کے اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے اپنے اور اپنے بیوی بچوں میں خلافت کی مکمل اطاعت کی روح قائم کرتے ہوئے اس جذبہ کو بڑھائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ خلافت کا انعام انشاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا لیکن اپنے معیار ایسے بلند کریں جو ایک حقیقی مومن کا ہونا چاہئے۔بچوں کی صرف دنیاوی تعلیم پر ہی نظر نہ رکھیں بلکہ ان کو گھروں میں بھی دینی ماحول مہیّا کریں۔اپنے بچوں کو مسجدوں کے ساتھ ،نماز سینٹرز کے ساتھ جوڑیں۔قرآن کریم پڑھنے اور دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ دلائیں۔بچوں سے ایسا دوستانہ تعلق رکھیں کہ جب گھر آئیں تو باہر کی باتیں آپ سے ڈسکس کریں۔انہیں اچھا برا سمجھائیں۔اس طرح کوشش کر کے اگلی نسلوں کو سنبھالیں گے تو ان مومنین میں شامل ہوں گے جن سے خلافت کا وعدہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خلافت مشروط ہے عبادتگزاروں کے ساتھ اور مالی قربانی سے بھی اس کا تعلق ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ تحریک جدید نظام وصیت کے ارہاص کے طور پر ہے۔جو نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکتے ان کو اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے تا کہ خلافت کی مضبوطی اور اشاعت اسلام کے لئے بڑے چھوٹے سب اس میں شامل ہو سکیں اور مکمل اطاعت اس نظام کو جاری رکھنے کے لئے نہایت اہم ہے۔

آخر میں حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس روح اور جذبہ کو سب کو اپنے اندر جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ غلبۂ اسلام کے وعدے ہم اپنی زندگیوں میں پورے ہوتے دیکھیں۔بعد ازاں حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی اور اس کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام ہوا۔

محبت الٰہی اور بخشش کی دعا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک وفا شعار صحابی حضرت منشی رستم علی صاحب کو فرمایا کہ سجدہ میں دن رات کئی دفعہ یہ دعا پڑھیں:

یَا اَحَبَّ مِنْ کُلِّ مَحْبُوْبٍ اِغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ عِبَادِکَ الْمُخْلَصِیْن

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم)

ترجمہ: اے ہر پیارے سے زیادہ پیاری ہستی مجھے میرے گناہ بخش دے اور مجھے اپنے مخلص بندوں میں داخل کرلے۔

ڈینگی فیور سے بچاؤ کے لئے نسخہ

جن علاقوں میں ''ڈینگی فیور'' (Dengue Fever) کی وباء پھیلی ہوئی ہے وہاں احباب درج ذیل ہومیو پیتھک نسخہ حفظ ما تقدّم کے طور پر استعمال کرلیں۔

(1) آرنیکا (Arnica)200 ایک دفعہ روزانہ پانچ دن اور اس کے بعد

(2) کروٹیلس ھورائیڈس (Crotalus Horridus) 200 ایک دفعہ روزانہ پانچ دن۔

ڈینگی فیور ہونے کی صورت میں یوپیٹوریم Eupatorium استعمال کریں۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد جلال الدین رومیؒ

دنیائے تصوف کی نامور شخصیت جن کی تصنیف مثنوی نے شہرت دوام پائی اور جن کا سلسلہ جلالیہ ترکی، ایشیائے کوچک، ایران اور پاک وہند میں پایا جاتا ہے، مولانا محمد جلال الدین رومی، اُن کی سوانح پر روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۴؍جولائی ۲۰۰۵ء میں مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔

نام محمد، لقب جلال الدین، عرف مولانائے روم، آپ حضرت ابوبکرؓ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے والد بہاؤالدین علم وفضل میں یکتائے روزگار تھے۔ اگرچہ وہ محمد خوارزم شاہ بادشاہ کے نواسے تھے لیکن بیت المال کے روزینہ پر گزر اوقات تھی۔ مولانا رومی 604ھ میں بمقام بلخ میں پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں بلخ چھوڑا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے پائی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں شادی ہوگئی۔ ایک سال بعد بیٹا سلطان پیدا ہوا۔ 629ھ میں 25 سال کی عمر تھی جب تعلیم کے لئے شام کا رُخ کیا۔ وہاں حلب کے مدرسہ حلاویہ کے بورڈنگ میں قیام کیا۔ مدرسہ کے ناظم کمال الدین محدث، حافظ، مؤرخ، فقیہہ، کاتب، مفتی اور ادیب تھے۔ مولانا نے حلب کے دیگر مدرسوں میں بھی علم کی تحصیل کی اور طالب علمی ہی کے زمانہ میں عربی، فقہ، حدیث اور تفسیر میں کمال حاصل کیا۔ سات برس شام میں گزارے۔ پھر طریقت اور سلوک کی تعلیم اپنے والد کے مرید برہان الدین سے پائی اور نو سال تک ان کی زیرتربیت رہے۔ مگر مولانا پر ظاہری علوم کا ہی رنگ غالب تھا۔ علوم دینیاء کا درس دیتے، واعظ کہتے، فتویٰ لکھتے تھے۔ سماع وغیرہ سے سخت احتراز کرتے تھے۔

مولانا روم کی زندگی کا دوسرا دَور حضرت شمس تبریز کی ملاقات کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اس بارہ میں متضاد روایات ہیں لیکن ایک حقیقت ہے کہ شمس تبریز کی ملاقات نے مولانا کی زندگی کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔ مشہور سیاح ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ مولانا اپنے مدرسہ میں درس دیا کرتے تھے۔ ایک دن ایک شخص حلوہ کی قاشیں بیچتا ہوا مدرسے میں آیا۔ مولانا نے ایک قاش لی اور تناول فرمائی۔ پھر مولانا کی یہ حالت تھی کہ کچھ بولتے چالتے نہ تھے جب کبھی زبان کھلتی تو شعر پڑھتے تھے۔ ان کے شاگردان شعروں کو لکھ لیا کرتے تھے یہی اشعار تھے جو جمع ہوکر مثنوی بن گئے۔

شمس تبریز کے والد کا نام علاؤالدین تھا۔ شمس نے علم ظاہری کی تحصیل کی پھر بابا کمال الدین جندی کے مرید ہو گئے۔ وہ سوداگروں کی طرح شہروں کی سیاحت کرتے۔ جس سرائے میں اترتے دروازہ بند کر کے مراقبے میں مصروف ہوجاتے۔ معاش کا ذریعہ ازار بند فروخت کرنا تھا۔ ایک دفعہ دعا کی کہ ایسا بندہ خاص ملے جو میری صحبت کا متحمل ہوسکتا ہو۔ عالم غیب سے اشارہ ہوا کہ روم جاؤ۔ اسی وقت چل پڑے اور قونیہ پہنچے۔ مولانا کو ان کے آنے کا حال معلوم ہوا تو ملاقات کو چلے۔ دونوں بزرگوں کی آنکھیں چار ہوئیں اور دیر تک زبان حال سے باتیں ہوتی رہیں۔ شمس نے مولانا سے پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی کے ان دو واقعات میں کیونکر تطبیق ہوسکتی ہے کہ ایک طرف تو یہ حال تھا کہ تمام عمر اس خیال سے خربوزہ نہیں کھایا کہ معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو کس طرح کھایا تھا۔ دوسری طرف اپنی نسبت یوں فرماتے ہیں کہ سبحانی ما اعظم شانی (یعنی اللہ اکبر میری شان کس قدر بڑھی ہوئی ہے) حالانکہ رسول کریم ﷺ جلالت شان کے باوجود فرمایا کرتے تھے کہ میں دن بھر میں ستر دفعہ استغفار کرتا ہوں۔ مولانا نے فرمایا کہ بایزید اگرچہ بہت پایہ کے بزرگ تھے لیکن مقام ولایت میں وہ ایک خاص درجہ پر ٹھہر گئے تھے اور اسی درجہ کی عظمت کے اثر سے ان کی زبان سے ایسے الفاظ نکل جاتے تھے۔ بخلاف اس کے جناب رسول ﷺ منا ظر تقرب میں برابر ایک پایہ سے دوسرے پایہ پر چڑھتے جاتے تھے۔ اس لئے جب بلند پائے پر پہنچتے تھے تو سابقہ پایہ اس قدر پست نظر آتا تھا کہ اس سے استغفار کرتے تھے۔

مولانا روم اور شمس تبریز چھ ماہ تک صلاح الدین زرکوب کے حجرہ میں چلہ کشی کرتے رہے۔ خوراک بہت کم ہوگئی تھی۔ حجرہ میں کسی کو آمد ورفت کی اجازت نہ تھی۔ اس چلہ کشی کے بعد مولانا کی حالت میں نمایاں تبدیلی ہوئی۔ درس وتدریس کو مکمل چھوڑ دیا۔ شمس کی صحبت میں رہنے کو ترجیح دیتے جس سے مرید بھی شمس کے خلاف ہو گئے۔ حالات کو دیکھتے ہوئے شمس نے چپکے سے گھر سے نکل کر دمشق کی راہ لی۔ مولانا نے لوگوں سے علیحدگی اختیار کی۔ آخر مولانا نے اپنے بیٹے صاحبزادہ سلطان کو خط اور ایک ہزار دینار دیکر دمشق بھیجا۔ شمس خط پا کر مسکرائے اور دمشق سے روانہ ہوکر قونیہ پہنچ گئے۔ پھر سلوب کی مجالس شروع ہوگئی۔ لوگوں میں شمس کی مخالفت بڑھی تو شمس غائب ہو گئے۔ بعض کے نزدیک علاؤالدین محمد نے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ 645ھ کا ہے۔ شمس کی شہادت اور غیوبت نے مولانا کی حالت بدل دی۔ مدت تک مولانا کو شمس کی جدائی نے بیقرار رکھا۔ ایک دن اس حالت میں گھر سے نکلے۔ راستہ میں شیخ صلاح الدین زرکوب چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے۔ مولانا صلاح الدین زرکوب کی صحبت میں نو برس رہے۔ اور شمس کی جدائی سے جو غم تھا کم ہوا۔ جس بات کے لئے مولانا شمس کو ڈھونڈتے پھرتے تھے ان سے حاصل ہوئی۔ مولانا اور شیخ کی صحبتیں گرم رہیں بالآخر 664ھ میں زرکوب کی وفات ہوئی۔ پھر مولانا حسام الدین چلپی کو ہمدم ہمراز بنایا اور تادمِ آخر انہی سے وابستہ رہے۔

672ھ میں قونیہ میں بڑے زور سے ہیضہ کی وبا پھیلی اور چالیس روز تک زور رہا۔ لوگ پریشان ہوکر مولانا کے پاس آئے کہ یہ کیا بلائے آسمانی ہے، دعا کریں۔ مولانا نے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے، لقمہ تر چاہتی ہے اور انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ چندروز کے بعد مولانا بیمار ہوئے۔ آخر 5 جمادی الثانی 672ھ بروز اتوار غروب آفتاب کے وقت انتقال فرمایا۔

مولانا روم نے اپنے زمانے کے مشاہیر میں سے اکثر سے ملاقات کی تھی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی جو شیخ سعدی کے پیر تھے ان سے بھی مولانا کی صحبتیں رہیں۔ شیخ سعدی کا گزر اکثر بلاد روم میں ہوا۔ بوستان میں بھی ایک درویش کی ملاقات کی غرض سے سفر روم کا ذکر ہے۔ علامہ قطب الدین شیرازی محقق طوسی کے شاگرد رشید تھے۔ وہ خود لکھتے ہیں دس بارہ علماء کے ساتھ مولانا کے پاس گئے۔ سب نے آپس کے مشورہ سے چند نہائت معرکۃ الآراء مسائل سوچ رکھے تھے کہ مولانا سے دریافت کریں گے۔ جونہی مولانا کے چہرے پر نگاہ پڑی یہ معلوم ہوا کہ گویا کبھی کچھ پڑھا ہی نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا نے خود حقائق اور اسرار پر تقریر شروع کر دی جس میں ان تمام مسائل کا جواب آ گیا جو امتحان کی غرض سے یہ لوگ سوچ کر گئے تھے۔ بالآخر سب کے سب مولانا روم کے مرید ہوگئے۔

مولانا کی تصنیفات میں رسالہ ''فیہ مافیہ'' جو مولانا عبدالماجد دریابادی نے 1928ء میں شائع کیا۔ یہ ملفوظات پر مشتمل ہے جو سلطان بہاؤالدین نے 4 رمضان 711 ہجری کو مکمل کی۔

مولانا کے ''دیوان'' میں تقریباً پچاس ہزار شعر ہیں چونکہ غزل کے مقطع میں عموماً شمس تبریز کا نام ہے اس لئے عوام اس کو شمس تبریز کا دیوان سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ شمس تبریز کا نام تمام غزلوں میں اس حیثیت سے آیا ہے کہ مرید اپنے پیر سے خطاب کر رہا ہے یا غائبانہ اس کے اوصاف بیان کرتا ہے۔

''مثنوی'' وہ کتاب ہے جس نے مولانا روم کے نام کو آج تک زندہ رکھا ہے۔ اس کے مجموعی اشعار کی تعداد 2666 ہے۔ بعض نے تو مثنوی کی تعریف کرتے ہوئے یہاں تک لکھا ہے: ہست قرآں درزبان پہلوی۔

مولانا روم نے حکایات کے ذریعہ عوام کو ان مسائل کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بعض اوقات انہوں نے نہائت نازک مسائل کو اپنی حکایات کا موضوع بنایا ہے۔ مثنوی میں جہاں عام اخلاقی مضامین بیان ہوئے ہیں وہاں مولانا روم نے اس زمانے کے علم الکلام کو بھی بیان فرمایا ہے اور عقائد کی اصلاح کی ہے۔ جس سے ان کی شریعت اور قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ مولانا نے الٰہیات میں ذات باری، صفات باری، نبوت مشاہدہ ملائکہ، معجزہ، روح، مصاد، جبروقدر پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

یہ مسلّم ہے کہ مثنوی کا اصل موضوع شریعت کے اسرار اور طریقت وحقائق کے مسائل کو بیان کرنا ہے۔ مولانا نے تصوّف میں توحید ووحدت الوجود، مقامات، سلوک، عبادات، نماز، روزہ، فلسفہ وسائنس، تجاذب اجسام، تجاذب ذرّات، تجدد امثال اور مسئلہ ارتقاء کو بھی بیان کیا ہے۔

برصغیر پاک وہند کے اکثر بزرگان اور صوفیاء اپنی تقاریر اور تحریرات میں مولانا روم کے اشعار اور حکایات کو بیان کرتے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی کتب اور تقاریر میں موقعہ محل کی مناسبت سے بہت سے بزرگان اور شعراء کی حکایات اور اشعار استعمال فرمائے ہیں۔ حضورؑ نے دوسرے فارسی شعراء شیخ سعدیؒ، مولانا رومؒ، حافظ شیرازیؒ، مولانا جامیؒ، مولانا نظام گنجوی، امیر خسرو، عمر خیام اور سرمد وغیرہ کے کل اڑھائی سو کے قریب اشعار نقل کئے ہیں۔ بعض بزرگوں کے شعر اور مصرعے حضرت اقدسؑ کو الہام بھی ہوئے۔ چنانچہ سعدی کے آٹھ، حافظ شیرازی کے تین، نظام گنجوی کے دو اور ناصر علی سرہندی، عمر خیام اور امیر خسرو کا ایک ایک شعر الہام ہوا۔ ذیل میں صرف مولانا روم کے اُن اشعار اور مصرعوں کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب اور تقاریر میں استعمال فرمائے ہیں۔

1- دلائل پر بھروسہ کرنے والوں کا پاؤں لکڑی کا ہوتا ہے اور لکڑی کا پاؤں سخت کمزور ہوتا ہے۔

2- شروع میں عشق بہت منہ زور اور خونخوار ہوتا ہے تا وہ شخص جو صرف تماشائی ہے بھاگ جائے۔

3- جب تیرے دانتوں میں کیڑا لگ جائے تو وہ تیرے دانت نہیں رہے، حضرت انہیں اکھاڑ پھینکیئے۔

4- گندم سے گندم ہی اُگتی ہے اور جَو سے جَو۔ تُو اپنے عمل کی پاداش سے غافل نہ ہو۔

5- اگر دین کا مدار دلیلیں پیش کرنے پر ہوتا تو فخرالدین رازی دین کے رازدان ہوتے۔

6- جب تک کسی اللہ والے کا دل نہیں کڑھتا خدا کسی قوم کو ذلیل نہیں کرتا۔

7- (بنسری کہتی ہے) میں نے ہر مجلس میں اپنا رونا رویا اور برے بھلے ہر قسم کے لوگوں کی صحبت میں رہی۔

8- ہر شخص اپنے ظن کی بناء پر ہی میرا دوست بنا لیکن کسی نے میرے دل کے بھیدوں کو جاننے کی کوشش نہ کی۔

(مندرجہ بالا دونوں اشعار کے بارہ میں حضورؑ نے لکھا کہ گویا مولانا رومی نے میرے لئے ہی یہ شعر بنائے تھے۔)

9- ہر آزمائش جو خدا نے اس قوم کے لئے مقدّر کی ہے اس کے نیچے رحمتوں کا خزانہ چھپا رکھا ہے۔

10- وہ (امام الزمان) کُل کی طرح ہے اور تو جزو کی مانند ہے کلی نہیں۔ اگر تو اس سے تعلق توڑ لے تو سمجھ کہ ہلاک ہوگیا۔

11- اس بزرگ کی دعا کسی اور دعا کی طرح نہیں ہوتی وہ فانی فی اللہ ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔

12- احمد کا نام سب نبیوں کے نام کا مجموعہ ہے۔ جب سو کا ہندسہ آ گیا تو نوے بھی ہمارے سامنے ہے۔

13- اے شخص جس نے یونانیوں کی حکمت پڑھی ہے، ایمان والوں کی حکمت بھی پڑھ۔

14- میں آفتاب کا ٹکڑا ہوں آفتاب کی ہی باتیں کرتا ہوں۔ میں نہ رات ہوں نہ رات کا پجاری کہ خواب کی باتیں کروں۔

15- بہت سے شیطانوں کی شکل انسانوں جیسی ہوتی ہے پس ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔

16- یہ دنیا کا جنگل درندوں اور پھندوں سے خالی نہیں۔ بارگاہ الٰہی کی تنہائی کے سوا کہیں امن نہیں۔

17- آنکھیں کھلیں، کان کھلے اور یہ عقل موجود۔ خدا کرے ان کی آنکھیں سینے پر حیران ہو۔

18- یہ کمان تیروں سے بھری رکھی ہے۔ شکار جو نزدیک ہے اسے دور پھینک دیا جائے۔

19- ہونٹ، کان اور آنکھیں بند کر لے۔ اگر تجھے خدا کا نور نظر نہ آئے تو ہمارا مذاق اڑا۔

20- وہ فلسفی جو رونے والے ستون کا منکر ہے وہ اولیاء کی باطنی حسوں سے بے خبر ہے۔

21- قطب شیر کی مانند ہے شکار کرنا اسی کا کام ہے۔ باقی سب اس کا بچا کھچا کھانے والے ہیں۔

22- ایک لمبے عرصہ تک اس مثنوی میں تاخیر ہوگی۔ سالہا درکار ہیں تا خون دودھ بن جائے۔

23- میں 770 یعنی بے شمار سانچوں سے گزرا ہوں اور بار بار نباتات اور ہریاول کی شکل میں اگا ہوں۔

ایک ایک مصرع:

1- جواں مردوں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہوتے۔

2- تُو زبردست کا ساتھی بن، تا تُو بھی غالب بن جائے۔

3- ہر شخص کو کسی نہ کسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

4- انجام پر نظر رکھنے والا شخص خوش قسمت ہوتا ہے۔ ◎

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
24th November 2006 – 30th November 2006

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 24th November 2006

00:25 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:25 MTA Travel: A travel programme.
01:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 225, Recorded on: 14/11/1996.
02:55 MTA Variety: A seminar on Seerat-un-Nabi (saw) about 'the Love of God'.
03:40 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
04:30 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 154, Recorded on 24th September 1996.
05:40 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 21st December 2003.
08:00 Le Francais C'est Facile: No. 81
08:25 Siraiki Service
09:20 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 17, Recorded on 16th September 1994.
10:20 Indonesian Service
11:25 Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:55 Tilaawat & MTA News Review Special
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, From Baitul Futuh.
14:10 Dars-e-Hadith
14:25 Bangla Shomprochar
15:20 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Friday Sermon [R]
17:05 Interview: An interview with Mujeeb-ur-Rehman.
18:05 Le Francais C'est Facile: No. 81 [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Urdu Mulaqa'at: Session 17 [R]
23:25 MTA Travel: A travel programme showing the two cities of Barcelona and Madrid.

Saturday 25th November 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:55 Le Francais C'est Facile: No. 81
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 226, Recorded on: 19/11/1996.
02:35 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 24th November 2006.
03:50 Bangla Shomprochar
04:45 Interview: An interview with Mujeeb-ur-Rehman.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 4th January 2003.
08:10 Ashab-e-Ahmad
09:10 Friday Sermon [R]
10:10 Indonesian Service
11:10 French Service
12:15 Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00 Bengali Service
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:05 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
17:00 Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25/10/1995. Part 1.
17:55 Attractions of Australia: A documentary showing variety of Birds.
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:15 Quiz Programme
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 26th November 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10 Quiz Programme
01:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 227, Recorded on 20/11/1996.
02:50 Ashab-e-Ahmad
03:50 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 24th November 2006.
04:50 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
06:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
07:15 Children's Class with Huzoor. Recorded on 13th September 2003.
08:15 Learning Arabic: Programme No. 7
08:40 MTA Travel: A travel programme
09:05 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
09:55 Indonesian Service
10:55 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 10th March 2006.
12:05 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 24th November 2006.
15:10 Children's Class [R]
16:10 Huzoor's Tours [R]
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 11th May 1984.
17:50 MTA Travel [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 228, Recorded on 21/11/1996.
20:25 MTA International News Review [R]
21:00 Children's Class [R]
22:05 Huzoor's Tours [R]
23:00 Ilmi Khutbaat

Monday 27th November 2006

00:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
01:05 Learning Arabic, Programme No. 7
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 228, Recorded on 21/11/1996.
02:35 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 24th November 2006.
03:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 11th May 1984.
04:35 Ilmi Khutbaat
05:35 MTA Travel: A travel programme.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 4th October 2003.
08:15 Le Francais C'est Facile, Programme No. 29
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 18, Recorded on 9th February 1998.
10:05 Indonesian Service
11:05 Signs of the Latter Days
11:40 Medical Matters
12:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:20 Bangla Service
14:25 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 30/12/2005.
15:30 Signs of the Latter Days [R]
16:10 Spotlight: A seminar on the Holy Qur'an including speeches on the topic of 'the Holy Qur'an and its meaning'.
17:10 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 229, Recorded on 26/11/1996.
20:30 MTA International Jama'at News
21:00 Spotlight [R]
22:00 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:55 Friday Sermon, recorded on 30/12/2005 [R]
23:55 Medical Matters: A health programme taking a look at skin infections.

Tuesday 28th November 2006

00:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:25 Le Francais C'est Facile, Programme No. 29
01:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 229, Recorded on 26/11/1996.
02:55 Spotlight: A seminar on the Holy Qur'an including speeches on the topic of 'the Holy Qur'an and its meaning'.
03:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 30/12/2005.
04:55 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 18, Recorded on 9th February 1998.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor. Recorded on 11th January 2004.
08:00 Learning Arabic, programme No. 7
08:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1996. Part 2.
09:50 Indonesian Service
10:45 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:00 Bengali Service
14:05 Jalsa Salana UK 2003: second day Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community, on the occasion of Jalsa Salana UK. Recorded on 26th July 2003.
16:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
17:20 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
20:25 MTA International News Review Special
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:00 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 29th November 2006

00:10 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:10 Learning Arabic, Programme No. 7
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 231 Recorded on: 05/12/1996.
02:45 Jalsa Salana USA 2005: Concluding speech delivered by Amir sahib of USA on the occasion of Jalsa Salana USA.
03:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18 June 1996. Part 2.
04:55 Aina-e-Jihad: A programme on the topic of 'Islamic teachings regarding Jihad'.
05:20 MTA Variety
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 18th January 2004.
08:10 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21/06/1996.
10:00 Indonesian Service
10:55 Swahili Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:15 Bengali Service
14:15 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 02/07/1982.
14:35 Australian Documentary
15:05 Jalsa Speeches: A speech delivered by Maulana Naseer Ahmad Qamar about 'the Millenium scheme and the exemplary conduct of the Ahmadiyya Muslim Community' at Jalsa Salana Germany. Recorded on: 24th August 2001.
15:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:45 Husn-e-Biyan: A quiz programme
17:20 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 232, Recorded on: 10/12/1996.
20:35 MTA International News Review
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:20 Jalsa Speeches [R]
22:45 From the Archives [R]
23:05 Seminar

Thursday 30th November 2006

00:25 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 232, Recorded on: 10/12/1996.
02:45 The Philosophy of the Teachings of Islam
03:05 Hamari Kaa'enaat
03:40 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on: 02/07/1982.
04:00 Seminar
04:55 Australian Documentary
05:30 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Children's Class with Huzoor. Recorded on 27th September 2003.
08:05 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no. 26, Recorded on 16/07/1994.
09:10 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
10:00 Al Maa'idah: A cookery programme
10:20 Indonesian Service
11:20 Pushto Muzakarah
12:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:10 Bengali Service
14:15 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 154, Recorded on 24th September 1996.
15:40 Huzoor's Tours [R]
16:30 English Mulaqa'at [R]
17:35 Moshaa'irah: An evening of poetry.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class, Session 154 [R]
22:10 Seminar: A seminar on Seerat-un-Nabi (saw) about 'the Love of God'.
23:00 Children's Class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT**

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 | Friday November 17, 2006 | Issue No. 46

ایک ناصر کے اللہ پر ایمان کے معیار بہت اعلیٰ ہونے چاہئیں اور یہ ایمان کا اعلیٰ معیار اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ کی محبت سب محبتوں پر حاوی ہو جائے

آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے جب ''نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ'' کا اعلان کیا تو سب کچھ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دین پر فدا کر دیا۔ یہ نمونے ہیں جو آج آپ انصار اللہ نے دکھانے ہیں۔

انصار اللہ کا ایک بہت بڑا کام خلافت کی حفاظت کرنا ہے۔ خلافت مشروط ہے عبادتگزاروں کے ساتھ اور مالی قربانی سے بھی اس کا تعلق ہے اور مکمل اطاعت اس نظام کو جاری رکھنے کے لئے نہایت اہم ہے۔

دعائیں کرتے ہوئے اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے اپنے اور اپنے بیوی بچوں میں خلافت کی مکمل اطاعت کی روح قائم کرتے ہوئے اس جذبہ کو بڑھائیں

(مجلس انصار اللہ برطانیہ کے 24ویں اجتماع کے اختتامی اجلاس میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا نہایت اہم اور ولولہ انگیز خطاب)

(رپورٹ :ابو لبیب)

(لندن ۔5نومبر 2006ء) آج مسجد بیت الفتوح میں مجلس انصار اللہ برطانیہ کے 24ویں سالانہ اجتماع کا آخری روز تھا اور اس کی آخری تقریب میں شمولیت کے لئے سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنفس نفیس بیت الفتوح تشریف لائے۔ حضور انور کے طاہر ہال میں سٹیج پر کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے پر قریباً سوا تین بجے اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ کے بعد جو بالترتیب حافظ مبارک احمد صاحب اور بلال ایٹکنسن صاحب نے پیش کئے، حضور انور ایدہ اللہ نے تمام انصار سے انصار کا عہد دہرایا۔ بعد ازاں منصور احمد صاحبؔ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے بعض منتخب اشعار ترنّم سے پڑھے جنکا انگریزی ترجمہ منصور ساقی صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی اور مختلف مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والے انصار نے حضور انور کے دست مبارک سے انعامات حاصل کئے ۔ اس کے بعد مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر انصار اللہ برطانیہ نے مختصراً اجتماع کی رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ اس اجتماع کا آغاز جمعہ کے روز ہوا ۔ صبح دس بجے سے شوریٰ کا آغاز ہوا ۔ درمیان میں نماز جمعہ اور کھانے کے وقفہ کے بعد شوریٰ کی کارروائی شام چھ بجے تک جاری رہی اور سات بجے مکرم امیر صاحب یوکے نے باقاعدہ طور پر اجتماع کا افتتاح کیا۔ ہفتہ اور اتوار کے دودنوں میں مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ تبلیغ سیمینار، وصیت فورم اور چیرٹی واک سے حاصل ہونے والی رقم کے مختلف چیریٹیز کو چیک دینے کی تقریبات کے علاوہ بیت بازی کا نمائشی مقابلہ ہوا۔ اتوار کے دن کا ایک اہم پروگرام رشتہ ناطہ سے متعلق مختلف مسائل پر ڈسکشن فورم تھا یہ فورم بہت دلچسپ رہا۔ مکرم صدر صاحب انصار اللہ کی مختصر رپورٹ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ ڈائس پر تشریف لائے اور اختتامی خطاب سے نوازا۔

خطاب سے قبل حضور انور نے نوٹ کیا کہ کئی انصار کرسیوں پر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ہال کے اندر اطراف میں کھڑے تھے۔ حضور انور نے فرمایا کہ کئی خدام اور اطفال کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں انہیں چاہئے کہ جب وہ بڑوں کو کھڑا دیکھیں تو خاموشی سے اٹھ کر بڑوں کو جگہ دیدیں۔ حضور انور نے تربیت کے لحاظ سے اس نہایت اہم ادب کی طرف توجہ دلانے کے بعد اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے قرآن مجید کے تین مختلف مقامات سے آیات قرآنیہ کی تلاوت کی جن میں انصار کا ذکر ہے اور فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ انصار کو مخاطب کرتے ہوئے وضاحت کی تھی کہ قرآن کریم میں انصار کا لفظ ماننے والوں کے لئے دو جگہ استعمال ہوا ہے ۔ ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے متعلق اور ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے متعلق۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بڑا اہم نکتہ ہے ۔ اگر انصار اس پر غور کریں تو مجلس انصار اللہ جماعت کا ایک انتہائی فعّال حصہ بن سکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں جہاں حضرت عیسیٰؑ کے تعلق میں لفظ انصار اللہ استعمال ہوا ہے وہاں ایک جگہ تو وہ خود اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ قوم کفر پر اصرار کر رہی ہے تو کون ہے جو میرا مددگار ہوگا۔ اس پر حواریوں نے کہا کہ ہم انصار اللہ ہیں اور اطاعت اور فرمانبرداری میں صفِ اول میں شمار ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس کی ایک صورت اس زمانے میں ظاہر ہوئی کہ ہم اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر اس کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور اس کی باتوں پر مکمل عمل کا اعلان کرتے ہیں ۔ تو حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی طرح آپ کو بلایا گیا ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے اس امام کے مددگار بن جاؤ۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کام آپ اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک ایمان مضبوط نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم نے مثال دے کر بتایا ہے کہ اَعراب یعنی دیہاتوں کے رہنے والے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی تو ان کو بتا دے کہ ابھی یہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں ۔ تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ ہم نے فرمانبرداری قبول کر لی ہے ۔ یہ اَسْلَمْنَا کی حالت اٰمَنَّا میں تب داخل ہوگی جب تمہارا اپنا کچھ نہیں ہوگا۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے حوالے سے بتایا کہ مومن وہ ہے جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں اور وہ تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے قبول کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک ناصر جو 40 سال سے اوپر ہو چکا ہے اس کی سوچ میں گہرائی آجانی چاہئے ۔ اسے اپنی عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کے کم ہونے کا احساس ہونا چاہئے۔ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پہلے سے زیادہ ہونا چاہئے۔ اس کے اللہ پر ایمان کے معیار بہت اعلیٰ ہونے چاہئیں اور یہ ایمان کا اعلیٰ معیار اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ کی محبت سب محبتوں پر حاوی ہو جائے ۔ حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد مبارک کے حوالہ سے بتایا کہ خدا نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اپنی جماعت کو اطلاع دیدیں کہ جو لوگ ایسا ایمان لائے جس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور نفاق اور بزدلی سے آلودہ نہیں اور طاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں جہاں آنحضرت ﷺ کے صحابہ کا ذکر ہے یہ دو طرح کے لوگ تھے ۔ ایک گروہ مہاجر کہلایا اور ایک انصار ۔ جہانتک حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی طرح انصار کہلانے کا تعلق ہے تو آنحضرت ﷺ کے صحابہ کو جب حکم ہوا کہ کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰہ تو کیا مہاجرین اور کیا انصار سب ہی اس میں شامل ہوگئے ۔ ان کی عبادتوں کے معیار بھی ایسے تھے کہ جن کا کوئی مقابلہ نہیں ۔ حضور نے انصار مدینہ کے ساتھ مہاجرین کی مؤاخات کے حوالہ سے انصار کی غیر معمولی قربانیوں کا بھی ذکر فرمایا۔ اور غزوۂ بدر کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے مدینہ سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کرنے کے معاملہ پر ان سے رائے چاہی تو مہاجرین کی طرف سے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کے جواب کے باوجود جب حضور اکرم ﷺ نے بار بار اس بارہ میں مشورہ طلب فرمایا تو ایک انصاری صحابی نے عرض کی کہ شاید حضور ہماری رائے جاننا چاہتے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ آپ سے پہلا معاہدہ اس وقت ہوا تھا اور وہ آپ کی حفاظت اس صورت میں کرنے کا تھا کہ اگر مدینہ پر حملہ ہو۔ لیکن جب یہ معاہدہ ہوا تھا اس وقت ہم

باقی صفحہ نمبر 13پر ملاحظہ فرمائیں